امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

خصوصی شمارہ

ماہنامہ شریعت

جلد 3 ربیع الثانی 1436ھ بمطابق فروری 2015ء شمارہ 12

ماہنامہ شریعت! کامیابی کے تین سال

ماھنامہ شریعت کی کامیابی کی وجہ اس کی متوازن پالیسی ہے۔

تین سال کی قلیل مدت میں بڑے میڈیا ذرائع میں جگہ بنا چکا ہے۔ جاندار مستقل وغیر مستقل مضامین سے بہت سے اخبارات استفادہ کرتے ہیں۔
اس سال پرنٹ اشاعت میں ہزاروں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ ماہنامہ شریعت کے کالم نگار جناب اکرم تاشفین سے خصوصی گفتگو

اسلام میں صحافت کی حیثیت

مسلمان صحافی کی صفات

میڈیا کی اہمیت اور اہل قلم کا فرض!

ماہنامہ شریعت کی تیسری سالگرہ پر ذبیح اللہ مجاہد کا پیغام

2014 ایشیا سے نیٹو کے انخلا کا سال

فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا صنع لاحدکم خادمہ طعامہ ثم جاءہ بہ وقدولی حرہ ودخانہ فلیقعدہ معہ فلیأکل فان کان الطعام مشفوھا قلیلا فلیضع فی یدہ منہ اکلۃ او اکلتین [رواہ مسلم]

ترجمہ:

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا خادم اس کے لئے کھانا تیار کرے پھر وہ اس کے پاس لے کر آئے اور اس نے اس کے پکانے اور بنانے میں گرمی اور دھوئیں کی تکلیف اٹھائی ہے تو آقا کو چاہئے کہ کھانا بنانے والے اس خادم کو اپنے ساتھ کھانا کھانے کے لئے بٹھائے تا کہ وہ بھی کھائے، پس اگر [کبھی] وہ کھانا تھوڑا ہو [اور دونوں کے لئے کافی نہ ہو] تو آقا کو چاہئے کہ اس کھانے میں سے ایک یا دو لقمے [ہی] اس کے ہاتھ پر رکھ دے۔ [رواہ مسلم]

فرمان امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ

وہ لوگ جو جارحیت پسندوں سے سیکیورٹی معاہدے پر دستخط کرنا چاہتے ہیں ان سے ہم کہنا چاہیں گے کہ جنگ اور جارحیت کو طول دینے کے اسباب سے دستبردار ہوجائیں۔ ہمارے ملک میں جارحیت پسندوں کی موجودگی کسی کے مفاد میں نہیں۔ جنگ کی طوالت سے خطے اور ملک کے حالات اور بھی خراب ہوجائیں گے۔ خاص طور سے اسلامی نظام، سیاسی استقلال اور سرزمین کی آزادی معدوم ہوجائے گی۔ اور ثقافتی یلغار کو طول ملے گا جو آئندہ نسلوں کی تباہی کا باعث بنے گا۔

عالمی دنیا اور پڑوسی ممالک کو حسب سابق ایک بار پھر یہ اطمینان دلاتے ہیں کہ ہماری جنگ آزادانہ اسلامی نظام اور اپنے ملک کی آزادی کے لیے ہے۔ ہم پڑوسی، خطے اور عالمی ممالک کے معاملات میں مداخلت کا ارادہ رکھتے ہیں نہ ان کی جانب سے کوئی ضرر رساں اقدام قابل برداشت سمجھتے ہیں۔ اور ان سے بھی ایسے ہی موقف کی امید رکھتے ہیں۔ تمام سرحدی علاقوں میں موجود مجاہدین کو ہدایت دیتا ہوں کہ اپنے سرحدوں کی حفاظت کریں اور دوطرفہ احترام کی بنیاد پر پڑوسی ممالک سے اچھے تعلقات قائم کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے، جو امارت اسلامیہ کے میڈیا ونگ اور ثقافتی کمیشن کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش، حالات وواقعات اور مظلوم مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے بھیانک مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

عکس درون

نمبرشمار	عنوان	صفحہ
1	ماہنامہ شریعت کامیابی کے تین سال	2
2	ماہنامہ شریعت کی تیسری سال گرہ پر ذبیح اللہ مجاہد کا پیغام	3
3	ملا راز محمد خنجری: ایک زندگی ایک بندگی	4
4	ماہنامہ شریعت کی کامیابی کا تیسرا سال	7
5	ماہنامہ شریعت کے کالم نگار جناب اکرم تاشفین سے خصوصی گفتگو	8
6	جہاد افغانستان کا درخشاں ستارہ ماہنامہ شریعت	11
7	میڈیا کی اہمیت اور اہل قلم کا فرض!	12
8	ماہنامہ شریعت کی تیسری سال گرہ	16
9	کامیابی کا ایک اور سال	17
10	اسلام میں صحافت کی حیثیت	18
11	مسلمان صحافی کی صفات	22
12	امارت کی خصوصیات	26
13	موجودہ جہاد میں میڈیا کا کردار	30
14	مستقبل کی جنگ میڈیا لڑے گا	31
15	2014 ایشیا سے نیٹو کے انخلا کا سال	34
16	افغانستان سے نیٹو کا انخلا، دنیا کیا کہتی ہے؟	37
17	امریکا کا جانی ومالی نقصان امریکا کی نظر میں	39
18	طالبان نے امریکا کو شکست دے دی	41
19	جنگی جرائم برائے دسمبر 2014ء	42
20	ربیع الاول کے مہینے میں ہونے والے کارروائیوں کا جدول	44

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد 3 ربیع الثانی 1436ھ بمطابق فروری 2015ء شمارہ 120

مدیر اعلیٰ: ولید افغان

نائب مدیر: شمس ابدالی

مجلس مشاورت

ملا اسد افغان — سلمان بدر

ہارون بلخی — فرہاد ہروی

استاد فریدون

ڈیزائننگ

مولوی محمد فاروق

قیمت فی شمارہ: 30 روپے

سالانہ زرتعاون: 350 روپے

سالانہ زرتعاون

امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ اور یورپی ممالک.........40 ڈالر

سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات.........30 ڈالر

بنگلہ دیش.........28 ڈالر

www.shahamat-urdu.com

shariatmagazine@yahoo.com

www.twitter.com/shariatmagazine

www.facebook.com/shariatmagazine

اداریہ

ماہنامہ شریعت! کامیابی کے تین سال

مدیر اعلیٰ

الحمدللہ ماہنامہ شریعت کا چھتیسواں یعنی تیسرے سال کا آخری شمارہ آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے آپ کے ہاتھوں تک آگیا ہے۔یقینا یہ آپ کے لئے خوشی اور مسرت اور ہمارے لئے شکر کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنے نامساعد حالات میں بھی محض اپنے فضل و کرم سے مجلّہ کو جاری اور ہمیں اپنے قارئین سے جوڑے رکھا۔والحمدللہ علیٰ ذالک۔

باہر کی دنیا کو اصل حقائق سے باخبر رکھنے کے لئے شروع دن سے امارت اسلامیہ نے پشتو، فارسی اور عربی میں اپنی نشریات جاری کرلی تھیں کچھ عرصہ بعد انگلش اور پھر اردو میں بھی اس کا آغاز ہوا تاکہ بین الاقوامی سطح پر امارت اسلامیہ کے خلاف ہونے والے منفی پروپیگنڈوں کی روک تھام اور دنیا کی نظروں سے مغربی میڈیا کے ڈالے ہوئے پردے اٹھائے جاسکیں۔ماہنامہ شریعت انہی نشریات کی ایک کڑی ہے۔جو اللہ تعالیٰ کے فضل اور مخلص مسلمانوں کی دعاوں سے امارت اسلامیہ کے دیگر نشریات کی طرح مسلسل کامیابی کے منازل طے کر رہا ہے۔

بلاشبہ ماہنامہ شریعت وقت حاضر کی ایک اہم ضرورت اور پکار ہے۔ اس لئے کہ آج کل مغربی میڈیا سادہ لوح لوگوں کی ذہنیت خراب کرنے اور انہیں اسلام سے بدظن کرنے کے لئے اسلام اور مسلمانوں خاص کر مجاہدین کی تصویر نہایت بھیانک اور خوفناک شکل میں پیش کرتا ہے ،اپنے مفاد کے لئے مسلط کردہ جنگ کو مقدس جنگ جبکہ مقابل میں اپنی جان ، عزت ، دین اور وطن کی دفاع کی خاطر انتہائی کمزور وسائل کی مدد سے لڑی جانے والی جنگ کو ''دہشت گردی "کا مکروہ نام دیتا ہے۔

سب جانتے ہیں کہ خطے کے بارے میں غاصب قوتوں کے عزائم انتہائی حد تک خطرناک اور ناپاک ہیں اور غاصبین کے خلاف اپنی دفاع کی جو لڑائی مجاہدین لڑ رہے ہیں اس کی وجہ سے خطے کے دیگر ممالک بھی غاصبوں کے شر سے محفوظ و مامون ہو رہے ہیں جبکہ عالمی میڈیا اس کے برعکس امارت اسلامیہ کو خطے کے لئے خطرہ اور مغربی طاقتوں کو اس خطرہ سے نجات دہندہ کے طور پر پیش کرتا ہے۔

گزشتہ 13 برس میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے دسیوں ہزاروں کامیاب کارروائیوں میں دشمن کو بڑے بڑے جانی اور مالی نقصانات سے دوچار کیا ہے لیکن عالمی میڈیا نے ان کو بڑے دبیز پردوں میں لپیٹ رکھا ہے اور آج جب غاصب قوتیں افغانستان میں شرمناک شکست سے دوچار ہو گئیں ہیں اور یکے بعد دیگرے یہاں سے فرار ہو رہے ہیں تو عالمی میڈیا نے نہ صرف یہ کہ شکست کی اصل تصویر دنیا کو نہیں دکھائی بلکہ بڑی مکاری اور چالاکی سے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ گویا امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے افغانستان میں اپنے اہداف حاصل کر کے کامیابی پالی ہے اس لئے اب افغانستان چھوڑ کر جارہے ہیں۔

چونکہ عالمی میڈیا کے سامعین اور قارئین میں سے اردو بولنے اور سمجھنے والوں کا ایک بڑا حلقہ موجود ہے۔اس لئے امارت اسلامیہ کے میڈیا کمیشن نے فیصلہ کیا کہ مغربی میڈیا کے منفی پروپیگنڈوں کی اصلیت ظاہر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ دیگر علاقائی اور بین الاقوامی اہم زبانوں کے ساتھ ساتھ اردو زبان میں بھی ویب سائٹ کے ساتھ ساتھ ایک بہترین میگزین جاری کیا جائے اور پھر تین سال قبل انتہائی بے سروسامانی اور وسائل کی عدم دستیابی کے باوجود اس میگزین کا اجراء کیا گیا، الحمدللہ جس غرض سے میگزین کا اجراء ہوا تھا وہ کافی حد تک پورا ہو رہا ہے اور دنیا بھر میں لوگ حقیقت سے روشناس ہو رہے ہیں۔ پہلے شمارے سے لے کر اب تک مجلّہ کی اشاعت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جو مجلّہ کی مقبولیت اور قارئین کے ذوق و شوق کی عکاس ہے۔

ماہنامہ ''شریعت '' میں خدمات سرانجام دینے والوں کا اہل زبان نہ ہونے کے باعث یقینا مجلّہ میں زبان کے حوالے سے کچھ کمی کوتاہیاں ضرور ہوں گی لیکن اتنے کم وقت، کم وسائل ،زیادہ مشکلات اور ناسازگار حالات میں عالمی ،سیاسی اور علمی مضامین نشر کر کے اپنے قارئین کی پیاس بجھانا اور اردو خواں طبقہ تک کامیاب اور منظم طریقے سے اپنا پیغام پہنچانا وہ کارنامہ ہے جس کا اعتراف دشمن نے بھی کیا ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ جہاد اور مجاہدین کی خدمت کے لئے مجلّہ کو اسی طرح جاری وساری رکھے اور قارئین سے دعاوں کے ساتھ ساتھ مفید تجاویز وآراء اور نشریاتی میدان میں تعاون کی درخواست ہے۔

ماہنامہ شریعت کی تیسری سالگرہ پر پیغام

امارت اسلامیہ افغانستان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد

اللہ کا شکر ہے کہ ہم "ماہنامہ شریعت" کا تیسرا سال کامیابی سے مکمل ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ ماہنامہ شریعت نے آج سے تین سال قبل اپنی اشاعت کا باقاعدہ آغاز کیا تھا۔ امارت اسلامیہ کا اسلامی اور انسانی پیغام جنوبی ایشیا کے تین اہم ممالک پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش کے عوام تک وضاحت کے ساتھ پہنچایا جاتا رہا ہے۔ جس طرح یہ میگزین دیدہ زیب ڈیزائن سے مزین اور صحافتی اصول سے آراستہ ہے، اسی طرح اس نے "کتنا اور کیسے" کے میدان میں بھی اپنا مقام برقرار رکھا ہوا ہے۔ امارت اسلامیہ کے واحد ترجمان کی حیثیت سے اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔ ماہنامہ شریعت کے مدیر اعلی، مجلس ادارت، مجلس مشاورت، ماہر ڈیزائنرز اور مجموعی طور پر امارت اسلامیہ کے شعبہ اطلاعات وثقافت کی مخلصانہ کوششوں سے یہ ممکن ہوا کہ بہت کم وقت میں امارت اسلامیہ کے واحد ترجمان کے طور پر خود کو متعارف کروایا۔ پل پل بدلتی سیاسی صورت حال کے پیش نظر مثبت تجزیوں کا اہم ذریعہ بنا۔ اسلامی اور تاریخی معلومات پیش کرنے سے قارئین سے قابل بھروسا مقام حاصل کیا۔ حالیہ افغان جہاد کے عسکری اور سیاسی میدانوں کی صورت حال سے اپنے شائقین کو باخبر رکھا اور ان بدخواہوں کے خلاف مضبوط جنگ لڑی، جو چاہتے تھے کہ امارت اسلامیہ کو کمزور ثابت کریں۔ جانب دارانہ طریقے سے امارت اسلامیہ کے کردار کو داغ دار کریں۔ غیور افغان عوام کے بلند جہادی عزم کو نہایت سلیقے سے پیش کیا اور ذرائع ابلاغ کے میدان میں امارت اسلامیہ کے مؤقف کا مضبوط طریقے سے دفاع کیا۔

جنوبی ایشیا میں ہمارے مسلمان بھائی ایمان اور اسلام میں ہمارے ساتھ شریک ہیں۔ امارت اسلامیہ کی جانب سے ان کے لیے ہر ماہ "شریعت" کی اشاعت اور ان تک پہنچانے کا کام نہایت ذمہ داری کے ساتھ نبھانے کا قابل تحسین اقدام کیا ہے۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے، تاکہ خطے کے مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں کے درد اور غم سے آگاہ رہیں۔ اپنے مسلمان بھائیوں کے مقاصد سے بھی باخبر رہیں۔ طاغوتی قوتوں کی یلغار سے پورے خطے کو چھڑانے کے لیے افغان مجاہد عوام کا شعوری طور پر دفاع اور حمایت کریں۔ بلاشبہ ماہنامہ شریعت نے اپنا کردار صحیح طریقے سے ادا کیا ہے، لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ بس کام ختم ہوگیا ہے؟!! نہیں! ہر گزرتے دن کے ساتھ ماہنامہ شریعت کے ذمہ داران یہ کوشش کر رہے ہیں کہ روزمرہ رونما ہونے والے واقعات سے بھی اپنے قارئین کو آگاہ رکھیں۔ مغرب کے پروپیگنڈے کے مقابلے میں خطے کی مسلم اقوام کو آپس اتحاد اور یگانگت کی دعوت دیں۔ لوگوں کو فتنوں کے خلاف مشترکہ جدوجہد کا شعور دیں۔

ہم ماہنامہ شریعت کی اشاعت کا اہتمام کرنے والوں، ذمہ داروں، کالم نگاروں، ڈیزائنرز سے امید رکھتے ہیں کہ وہ اپنی فعالیت کا دائرہ کار مزید وسیع کریں گے۔ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنے مقدس مشن اور ہدف سے آگاہ کرنے کی کوشش کریں گے۔

اللہ تعالی ان کی کوششیں قبول فرمائے۔ وہ ذات کریم انہیں خطے اور پوری دنیا میں مسلمانوں کی وحدت اور صحیح اسلامی فکر کی مزید خدمت انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

امارت اسلامیہ افغانستان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد

ملا راز محمد خنجری

ایک زندگی ایک بندگی

تحریر: عبدالرؤف حکمت

افغانستان آزادی بخشنے والی جنگوں کا ملک ہے۔ اس ملک کی آدھی سے زیادہ تاریخ جہاد اور مزاحمت سے بھری پڑی ہے۔ یہاں دنیا کی سب سے بڑی قوتوں کو مار پڑی ہے۔ افغانستان میں نیٹو اور امریکی فوجیوں کی شکست کے ساتھ عالمی سطح پر اس ملک کو استعمار کے قبرستان کا لقب دیا گیا ہے۔ افغانستان میں ہر دور کے فرعون شکست کھا چکے ہیں۔ جس سے اس قوم کو بہت سے تاریخی اور قابل فخر اعزاز ملے ہیں۔ یہ سب کچھ یوں ہی مفت میں نہیں ہوا ہے، بلکہ اس ملک کے صاحب ایمان شہریوں نے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ ایثار اور شہادت کی ایسی مثالیں پیش کی ہیں، جن کی شدت کی تاب نہ لاتے ہوئے طاغوت شکست کھا گیا۔ نتیجۃ امت مسلمہ کو نجات مل گئی۔

افغان عوام کی جرأتوں، شہادتوں اور قربانیوں کی قابل فخر داستانیں اتنی طویل ہیں، جس کا احاطہ شاید کسی مصنف کے بس کی بات بھی نہ ہو۔ یہاں ہر گھر سے شہید نکلا ہے۔ ہر گھر میں غازی موجود ہے۔ ہر چوٹی پر مورچہ، ہر پتھر شہید کے لہو سے رنگین ہے۔ ہر کھائی میں کوئی نہ کوئی مغرور قوت اوندھے منہ گری پڑی ہے۔ ایمانی قوت سے لیس اس قوم کی قربانیوں کی ایک جھلک دکھانے کے لیے مشت نمونہ از خروار کے طور پر ایک شہید کی مختصر سوانح عمری آپ سے شیئر کرتے ہیں، تاکہ اس مظلوم... مگر قابل فخر قوم کی بہادری کے قصے تاریخ کے سینے میں محفوظ رہ جائیں۔ آیئے افغانستان کے جنوب مشرق میں موجود پکتیکا چل کر ایک گمنام سپوت ملا راز محمد خنجری کی یادوں کا خوشبودار تذکرہ چھیڑتے ہیں۔ ان کے جہادی قصوں کی مہک اُڑاتے ہیں۔

ملا راز محمد خنجری:

ملا راز محمد خنجری کے والد کا نام حاجی خان محمد اور دادا کا نام لعل گل ہے۔ ان کا تعلق پشتون قبیلے "سلیمان خیل" سے تھا۔ وہ صوبہ پکتیا میں ضلع ڈیلی، دشت لوڑگی کے ایک دین دار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے دس سال کی عمر میں دینی تعلیم کا آغاز کیا۔ 22 سال کی عمر یعنی کیمونسٹوں کی بغاوت تک دینی علوم میں مصروف رہے۔

انہوں نے غزنی کے ضلع ناوہ اور مقر میں بادینی کے سرحدی علاقے اور دیگر مختلف جگہوں کے علاقائی مدارس میں پڑھائی کا آغاز کیا۔ جب انقلاب ثور کے بعد پورے افغانستان میں کیمونسٹوں کے خلاف جہاد کا آغاز ہوا تو ملا راز محمد خنجری اس وقت نوجوان تھے، انہوں نے اپنی دینی تعلیم ادھوری چھوڑ دی اور کیمونزم کے خلاف مسلح جہاد کا آغاز کر دیا۔

کیمونسٹوں کے خلاف جہاد:

ملا راز محمد خنجری نے پہلی مرتبہ پکتیکا کے ایک جہادی کمانڈر سید امیر کی قیادت میں جہاد کا آغاز کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ نوجوانی کے ایام میں ان کے پاس بندوق خریدنے کے لئے پیسے نہیں تھے۔ اس لیے انہوں نے ایک خنجر خرید لیا تھا، جسے وہ ہر وقت اپنے پاس رکھتے تھے۔ اسی خنجر کی وجہ سے وہ خنجری کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔ انہوں نے پہلی مرتبہ اس کارروائی میں شرکت کی، جو زابل ضلع شملزو کے مضافات میں درخت یحیٰی کے علاقے میں کیمونسٹ فوج کے ایک مرکز پر کی گئی تھی۔ بعد ازاں زابل اور پکتیکا کے سرحدی علاقوں میں بھی بہت سی کارروائیوں میں حصہ لیا اور اپنی جرأت، بہادری اور جہادی مہارت کی وجہ سے علاقائی سطح پر ایک ممتاز مجاہد کی حیثیت سے مشہور ہوئے۔ کیمونسٹوں کے خلاف شروع ہونے والے جہاد کو ابھی چار سال ہوئے تھے کہ وہ افغانستان میں بننے والی مولوی محمد نبی محمدی کی ایک تنظیم حرکت انقلاب اسلامی میں ایک مستقل کمانڈر کی حیثیت سے متعین کیے گئے۔ وہ کیمونزم کے خاتمے تک اپنے علاقے میں ایک فعال کمانڈر کی حیثیت سے فعال رہے۔ سیکڑوں مجاہدین ان کے زیر کمان رہے اور بڑی تعداد میں کارروائیاں کیں۔

سوویت یونین کے خلاف جہاد کے دور میں ملا راز محمد خنجری کے زیر کمان مجاہدین کا مرکز پکتیکا ضلع شکی غرہ کے علاقے زرگلانہ میں تھا۔ یہیں سے آس پاس کے علاقوں میں کارروائیوں کے لیے گروپ بھیجے جاتے تھے۔ کٹواز تک کے مضافاتی علاقے ان کی کارروائیوں کی رینج میں رہے، مگر ان کی زیادہ توجہ گواشتی اور پتنی غرہ کے علاقوں

پر تھی۔ کیوں کہ کٹواز اور غزنی ضلع ناوہ سے وازیخوا کی جانب سے دشمن کو رسد کی فراہمی انہیں دو علاقوں سے ہوتی تھی۔ ان کے جہادی کارناموں کے بہت سے واقعات مشہور ہیں۔ یہاں ایک واقعہ ذکر کرتے ہیں:

ان کے ساتھیوں کے بہ قول: اُن کا کہنا تھا کہ روس کے خلاف جہاد کے دور میں ایک مرتبہ ضلع وازیخوا کی مغربی جانب ژنگی کے علاقے میں سوویت فوجیوں سے ہماری جھڑپ ہوگئی۔ شدید لڑائی میں ہم ایک بار ان کے مورچوں کے بہت قریب پہنچ گئے۔ مَیں روسیوں کے مورچے کے انتہائی قریب تھا کہ میری گولیاں ختم ہوگئیں۔ سامنے مورچے میں ایک روسی فوجی کو دیکھا تو اسے پتھر دے مارا۔ اس نے فوراً دستی بم پھینکا۔ بم میرے بہت قریب آگرا۔ لیکن مَیں نے اس کے پھٹنے سے پہلے ہی اُسے اٹھا کر واپس اسی مورچے کی طرف اچھال دیا۔ بم گرتے ہی پھٹا اور روسی فوجی اپنے ہی بم کا شکار ہوگیا۔ ان کا کہنا تھا کہ اس جنگ میں ہم نے تیرہ فوجی مارے اور تمام مرنے والے فوجیوں کا اسلحہ بھی غنیمت میں لے لیا۔

ملاراز محمد خنجری روس کے خلاف جہاد کے دور میں ایک فعال مجاہد رہنما تھے۔ انہوں نے وازیخوا کے ضلعی مرکز، خنک کلا، ضلع خوشامند، فیلنگی کلا، ضلع خیر کوٹ مرکز، ناوہ کے مضافاتی علاقے اور آس پاس کے دیگر علاقوں کی فتوحات میں نمایاں کردار ادا کیا تھا۔ اسی طرح ڈاکٹر نجیب حکومت کے دور میں غزنی ضلع ناوہ کے گاؤں سرہ کلی میں دشمن کے اہم مورچوں پر، غزنی، زابل اور پکتیکا کے مجاہدین کے ساتھ مشترکہ کارروائیاں بھی کیں۔ ان تمام کارروائیوں میں ان کا کردار نمایاں رہا۔

تحریک اسلامی طالبان میں شمولیت:

کمیونزم کے خلاف جہاد مکمل ہونے پر ملاراز محمد خنجری نے اسلحہ رکھا اور اپنی ادھوری تعلیم کی تکمیل میں مصروف ہوگئے۔ وہ تنظیمی لڑائیوں کے پورے دورانیے میں اپنی پڑھائی میں مشغول رہے۔ جب طالبان کی تحریک اٹھی، اس وقت طالبان قندھار سے غزنی کی جانب جا رہے تھے۔ وہ غزنی کے علاقے 'مقر' میں اپنے کئی ساتھیوں سمیت طالبان سے مل گئے۔ انہوں نے اپنا سارا اسلحہ، اہم وسائل، دو گاڑیوں سمیت ایک ٹینک طالبان تحریک کے حوالے کر دیا۔ غزنی کے حملے کے بعد انہیں اسی شہر میں ایک عسکری گروپ کی قیادت سونپ دی گئی، مگر وہ اکثر اوقات اپنے گروپ کے ساتھ میدان شہر کے جنگی خط پر رہے۔ میدان شہر اور کابل کے درمیان طالبان کا ایک جنگی خط تھا۔ انہیں شیر عالم چیک پوسٹ نامی ایک مرکز پر حملے کے وقت پاؤں پر زخم لگ گیا۔ مجاہدین کی رہنمائی ایک اور ساتھی ملا عبدالقہار نے اپنے ذمے لے لی۔

ملا عبدالقہار نے کابل کی فتح تک یہ ذمہ داری نبھائے رکھی۔ جب کابل فتح ہوا تو ملا عبدالقہار تھوڑے عرصے بعد شمال کی جنگوں میں شہید ہوگئے۔ ملاراز محمد خنجری نے ذمہ داری ایک بار پھر خود سنبھال لی۔ انہوں نے اسلامی تحریک طالبان کے دور میں بہت سے محاذوں پر خدمات انجام دی تھیں۔ وہ اپنے گروپ سمیت طالبان کے اس عظیم قافلے کے ساتھ تھے، جو 1998 میں درہ سالنگ کے ٹنل سے نکلا اور پل خمری کی فتح کے بعد قندوز پر قابض ہوگیا۔ ملاراز محمد خنجری کو قندوز میں کچھ عرصہ مزاحمت کے بعد دشمن کے طیاروں کی ایک بمباری میں سر اور ہاتھ پر زخم لگے۔ انہیں علاج کے لیے کابل شہر بھیج دیا گیا۔ ملا صاحب شفایابی کے بعد ایک عسکری بریگیڈ کے ذمہ دار کی حیثیت سے متعین کیے گئے۔ اس کے بعد لغمان میں اس وقت تک عسکری بریگیڈ کے ذمہ دار رہے، جب تک امریکا نے افغانستان پر حملہ کیا۔

امریکیوں کے خلاف جہاد:

جب امریکا نے افغانستان پر حملہ کیا تو امارت اسلامیہ نے شہروں سے پسپائی اختیار کرلی۔ ملا صاحب بھی اپنے ساتھیوں سمیت اپنے علاقے میں واپس آگئے۔ انہوں نے کچھ مہینے گزرنے کے بعد جہادی تحریکات کا آغاز کیا اور اپنے علاقے میں مجاہدین کی پھر سے صف بندی کر کے جارحیت پسندوں کے خلاف گوریلا حملوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ انہیں اس دور میں کٹھ پتلی انتظامیہ کی جانب سے بار بار دعوت دی گئی کہ حکومتِ کابل سے مل جائیں۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ ایک سابق جہادی کمانڈر کابل انتظامیہ کے نمائندے کی حیثیت سے اُن سے ملے اور کہا کہ امریکیوں سے مقابلہ ناممکن ہے۔ اس لیے آئیں اور نئی حکومت میں شامل ہو کر جہاد کا وقت آنے کا انتظار کریں، مگر خنجری صاحب نے کہا کہ مَیں کفر کے خلاف اسلحہ کندھے سے نہیں اتاروں گا۔ مجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ گن اور کمر بند کے ساتھ ہی اس دنیا سے چلا جاؤں۔

امریکا کے خلاف جہاد کے ابتدائی سالوں میں پکتیکا کے عمومی جہادی ذمہ دار مولوی عبدالکبیر اور ملا خنجری اپنے علاقے میں نمایاں عسکری ذمہ دار کی حیثیت سے ذمہ داریاں نبھاتے رہے۔ اس وقت وہ اور ان کا خاندان دور افتادہ پہاڑی علاقے میں خیموں میں رہ رہے تھے۔ لیکن اس کے باوجود وہ خفیہ طور پر جہادی کارروائیوں کی رہنمائی کر رہے تھے۔ مجاہدین نے ان کی قیادت میں جارحیت کے ابتدائی دنوں میں ضلع وازیخوا فتح کر لیا اور بڑی مقدار میں اسلحہ دشمن سے غنیمت میں ملا۔ وازیخوا کے علاوہ پکتیکا کے ڈیلہ، تردو، خوشامند اور جانی خیل کے اضلاع میں بھی بہت سی کارروائیاں کیں، جن میں دشمن کو بہت زیادہ نقصان پہنچا۔ اس کے ساتھ ہی پورے

علاقے میں جہادی کارروائیاں دوبارہ زندہ ہوگئیں۔

ملا خنجری کی شہادت:

خنجری شہید روس کے خلاف جہاد کے دور میں بھی ایک نمایاں مجاہد رہے اور انہوں نے امریکیوں کے دور میں بھی جہادی پرچم اٹھائے رکھا۔ انہیں وازیخوا اور آس پاس کے تمام اضلاع میں بہت شہرت اور اعتماد حاصل تھا۔ بہت سے نوجوان انہی کی دعوت پر جہادی صف میں داخل ہوگئے۔ امریکیوں نے ان کا طریقہ کار سے ڈر گئے تھے، اس لیے ان کی کوشش تھی کہ جس قیمت پر بھی ہو ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔ بالآخر 25 مارچ 2005 کو امریکیوں نے ان کا ٹھکانہ معلوم کر کے ایک وحشیانہ چھاپے میں انہیں شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خنجری صاحب کے جانشین حاجی محمد عمر حنفی، خنجری صاحب کی شہادت کے عینی شاہد ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اس وقت خنجری شہید کا خاندان وازیخوا کے دور افتادہ پہاڑی علاقے میں ایک خیمے میں مقیم تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ موٹر سائیکل کے لیے تیل لے کر آؤ۔ ان کا جہادی سفر کا ارادہ تھا۔ صبح کا وقت تھا، خنجری صاحب نے اسی روز سیٹلائٹ فون پر ساتھیوں سے گفتگو کی تھی۔ شاید اسی لیے امریکیوں کو ان کا مقام معلوم ہوگیا تھا۔ مَیں ان کے مقام سے چند کلومیٹر دور ایک بلند علاقے میں تھا، جہاں سے خنجری صاحب کے رہائشی خیمے نظر آرہے تھے۔ مَیں چاہ رہا تھا کہ چھوٹے وائرلیس سے ان سے رابطہ کروں۔ اچانک امریکی جنگی ہیلی کاپٹر فضا میں نظر آنے لگے اور خنجری صاحب کے گرد چاروں طرف پیادہ فوجی اتار دیے۔ امریکی فوجی اور نیشنل آرمی کے اہل کار آہستہ آہستہ خنجری صاحب کے گھر کے قریب ہوتے گئے اور پھر اچانک فائرنگ شروع ہوگئی۔ دو طرفہ فائرنگ بہت دیر تک جاری رہی۔ جنگ کے بعد فائرنگ ختم ہوئی اور امریکی ہیلی کاپٹر واپس چلے گئے۔ مَیں اس علاقے میں پہنچا تو دیکھا کہ امریکیوں نے شدید وحشت ڈھائی ہوئی تھی۔ وہاں کئی خیمے تھے، جہاں خنجری صاحب کا بڑا خاندان مقیم تھا۔ بچوں اور خواتین کے سمیت خاندان کے سات افراد شہید ہوگئے تھے۔ خنجری صاحب کے خاندان کے افراد نے بتایا کہ وہ اپنے خیمے میں چھوٹے بچے اور بچی کو قرآن کریم پڑھا رہے تھے کہ امریکی ہیلی کاپٹروں کی آوازیں آنے لگیں۔ خنجری صاحب نے راکٹ لانچر اٹھا کر اس میں راکٹ فٹ کر دیا۔ پھر اپنے گرد ایک کمبل لپیٹا، جس میں انہوں نے راکٹ لانچر چھپایا ہوا تھا۔ وہ اسی حالت میں خیمے سے باہر نکل پڑے۔ اس دوران بیرونی اور داخلی فوجی خیمے کے قریب آگئے۔ ان میں عنایت کلیوال نامی کیمپین کا سربراہ بھی تھا۔ اس نے مائیکروفون پر اعلان کر کے خنجری صاحب سے کہا کہ خود بہ خود خیمے سے باہر آکر سرنڈر کردو۔ اپنے خاندان کا لحاظ کرو۔ خنجری صاحب نے انتہائی سرعت سے کمبل سے راکٹ لانچر نکالا اور فوراً ان پر گولہ فائر کر دیا۔ جس سے وہ سب ایک ہی فائر میں ہلاک ہوگئے۔ اس کے فوراً بعد خنجری صاحب کے جوان بیٹے بشیر احمد اور بھتیجے طاؤس نے بھی ایک ٹیلے پر مورچہ سنبھالا اور لڑائی شروع کر دی۔ چند فدائی مجاہدین اور مسلح افواج کے درمیان یہ جنگ بہت حیران کن تھی۔ مرد خنجری صاحب کی قیادت میں لڑتے رہے، جب کہ خواتین اور بچے انہیں اسلحہ پہنچاتے رہے۔ جب خنجری صاحب شہید ہوگئے تو خواتین نے اسلحہ سنبھال لیا اور امریکی فوجیوں سے آخری گولی تک لڑتی رہیں۔ اس جنگ میں خنجری صاحب سمیت 8 ، افراد شہید ہوئے تھے، جن میں تین خواتین بھی شامل تھیں۔ واضح رہے اس سے قبل روس کے خلاف جنگ میں بھی ان کے خاندان کے 7 ،افراد شہید ہوئے تھے۔ اس معرکے میں امریکیوں کے بھی کئی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے تھے۔ ایک ہیلی کاپٹر کو بھی نقصان پہنچا۔ امریکی ان کا جسد خاکی اپنے ساتھ ارگون امریکی ایئر بیس لے گئے اور وہاں سے پکتیکا کے مرکز شرنی منتقل کر دیا۔ وہ ان کی لاشیں خاندان کے حوالے نہیں کرنا چاہتے تھے، مگر چند دن گزرنے کے بعد علاقے کے بڑے لوگوں کی درخواست پر 9 دن بعد ان کا جسد خاکی خاندان کے حوالے کر دیا گیا۔

اس طرح پکتیکا میں ایک دور افتادہ علاقے میں وہ گمنام مجاہد اپنی جدوجہد والی زندگی گزارنے کے بعد خالق حقیقی سے جاملا۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی اسلام کی دفاع اور سربلندی کے لیے وقف کر رکھی تھی۔

آئے عشاق گئے وعدۂ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

شعبہ اطلاعات کمیشن کے مشیر مولوی محمد اکبر کی نگارشات

ماہنامہ شریعت کی کامیابی کا تیسرا سال

امارت اسلامیہ افغانستان کے شعبہ اطلاعات کمیشن کے تحت نکلنے والے رسائل میں ایک ماہنامہ شریعت ہے، جس میں مختلف اسلامی، جہادی، علمی، سیاسی اور تاریخی موضوعات پر مشتمل مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ ہم یہ کہنے میں حق بہ جانب ہوں گے کہ ماہنامہ شریعت کا اصل موضوع اور رائے عامہ کو ہموار کرنے کا مقصد ملک کی آزادی، خودمختاری کا حصول اور اس کی دفاع ہے۔یہی وجہ ہے اس کے مضامین، سیاسی تجزیوں اور تبصروں کا اسلوب اور ترتیب معیاری ہے، جو ہر سطح کے قارئین کی علمی اور جہادی تشنگی بجھانے کے لیے کافی ہے۔

ماہنامہ شریعت ایک جانب اسلامی اور ملی اقدار کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے اہم کردار ادا کر رہا ہے تو دوسری جانب امارت اسلامیہ افغانستان کے جہادی، سیاسی، علمی اور اجتماعی کردار و حقائق سے خطے کے ممالک کو آگاہ کرنے میں مددگار ثابت ہو رہا ہے۔ بالخصوص امارت اسلامیہ کی قیادت کے پیغامات، اعلامیہ جات اور جہادی انٹرویوز کی اشاعت ماہنامہ شریعت کی خصوصیت ہے۔

خلاصہ یہ کہ ماہنامہ شریعت درحقیقت علمی، سیاسی اور ادبی مضامین کا ایک حسین امتزاج ہے، جس کو پڑھنا اور اس کا مطالعہ کرنا ہر طرح کے فوائد کا ذریعہ ہے۔ ظاہر ہے اس میگزین کو یہ مقام اور حیثیت آسانی سے نہیں ملی ہے، بلکہ اس کے لیے تین سال کا کٹھن سفر طے کیا ہے۔بہت ساری مشکلات، چیلنجز اور مسائل کے گرداب سے نکل کر اس مقام تک پہنچا ہے۔ افغانستان جیسے مختلف قسم کی عصبیتوں سے مالامال خطے سے ماہنامہ شریعت کا اجراء اور مستقل اشاعت جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ الحمدللہ! آج ان تمام مراحل سے گزر کر اس مقام پر پہنچا ہے۔یہ بھی ٹھیک ہے کہ ماہنامہ شریعت کے تین سال کے سفر میں دوسرے رسائل کی طرح غلطیاں اور نقائص بھی ہوں گے، جس کا ہر نشریاتی ادارے کو انسانی بنیادوں پر سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن مجموعی طور پر ماہنامہ شریعت کو 21 ویں صدی میں افغان تاریخ کے سب سے بڑے اسلامی معرکے کی تصویر کشی کا اعزاز حاصل ہے۔اسی مناسبت سے ماہنامہ شریعت کی تیسری سال گرہ کے موقع پر خصوصی ایڈیشن کی اشاعت کا اہتمام کرنے پر امارت اسلامیہ افغانستان کی قیادت، شعبہ اطلاعات کمیشن، ماہنامہ شریعت کے ذمہ داران، کالم نگار اور جملہ وابستگان مبارک باد اور خراج تحسین کے لائق ہیں۔ اللہ تعالی سے دست بہ دعاہوں کہ انہیں مزید توفیق عطا فرمائے۔ مجھے امید ہے کہ مستقبل میں ماہنامہ شریعت کے کالم نگار اور لکھاری اس میگزین کی مزید بہتری کی خاطر وقت کے ساتھ تمام مناسب اقدامات اٹھانے کے لیے اپنی صلاحتیں بروئے کار لائیں گے۔امارت اسلامیہ کی ترجمانی کا صحیح حق ادا کریں گے۔ ظاہری و معنوی لحاظ سے اسے مزید مقبول بنانے کی کوشش کریں گے۔

قارئین کی خدمت میں عرض ہے کہ ماہنامہ شریعت سے متعلق اپنی قیمتی آراء، تنقیدی جائزوں اور نیک مشوروں سے نوازتے رہا کریں۔ ہم نے اس سے قبل بھی کئی بار اپنے قارئین سے یہ عرض کیا ہے اور اب ایک بار پھر یہی گزارش کر رہے ہیں کہ ہماری ویب سائٹ اور ای میل ایڈریس ماہنامہ شریعت کے ہر ایڈیشن میں شائع ہوتاہے، آپ اپنی قیمتی آراء، تعمیری تنقید اور نیک مشورے بھی بھیج سکتے ہیں۔

آخر میں اللہ تعالی سے سے دعا گو ہوں کہ وہ شریعت کے لکھاریوں کے قلم اور احساس کی جھولی میں مزید برکت ڈال دے۔ آمین

والسلام

شعبہ اطلاعات کمیشن کے مشیر مولوی محمد اکبر

ماہنامہ شریعت کی کامیابی کی وجہ اس کی متوازن پالیسی ہے۔

تین سال کی قلیل مدت میں بڑے میڈیا ذرائع میں جگہ بنا چکا ہے۔ جاندار مستقل وغیر مستقل مضامین سے بہت سے اخبارات استفادہ کرتے ہیں۔

اس سال پرنٹ اشاعت میں ہزاروں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ ماہنامہ شریعت کے کالم نگار جناب **اکرم تاشفین** سے خصوصی گفتگو

انٹرویو: مولوی محمد فاروق

سوال: جناب تاشفین صاحب! حالیہ شمارے کے ساتھ ماہنامہ شریعت کی مسلسل کامیاب اشاعت کے تین سال مکمل ہو رہے ہیں۔ جب سے ماہنامہ شریعت کا آغاز ہوا ہے، اب تک کا سفر آپ کے سامنے ہے۔ تین سالہ اس سفر کو آپ کیسے محسوس کرتے ہیں؟ میگزین کے مضامین اور مستقل سلسلوں کے حوالے سے آپ کا نقطہ نظر کیا ہے؟

جواب: شکریہ! گزشتہ تین برسوں میں آغاز سے اب تک کے ارتقا کا سفر بہت کامیاب جا رہا ہے۔ کسی بھی رسالے یا اخبار کا معیار پرکھنے کے لیے ہم عصر میگزینز سے تقابل کے ساتھ ساتھ اس کے انتظامی شعبے اور سیاسی حالات کا پس منظر جاننا بھی نہایت ضروری ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت اپنی ظاہری شکل وصورت سمیت کاغذ اور بائنڈنگ کے لحاظ سے بھی اپنے ہم عصر میگزینز میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ میگزین کے مضامین اور مستقل سلسلے اپنی جگہ بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ ایک طائرانہ نگاہ ڈالنے کے بعد آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس میں ملک بھر کی صورت حال اور مجاہدین کی کارروائیوں کی تفصیل موجود ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص افغانستان کی عمومی صورت حال یا مجاہدین کی کارروائیوں کے حوالے سے کچھ جاننا چاہتا ہے تو یہ میگزین کافی حد تک اس کی تشنگی دور کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی بھی عالمی صورت حال پر طالبان کا مؤقف، امیر المؤمنین کے پیغامات اور ذبیح اللہ مجاہد یا مرکزی شوریٰ کے اعلامیہ جات... سب کچھ شریعت کے صفحات کی زینت بنتا رہتا ہے۔ کرنٹ افیئرز میں اندرون ملک کے علاوہ عمومی طور پر عالم اسلام کے سلگتے مسائل کے بارے میں کافی شافی معلومات ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ ایک اہم چیز متوازن تبصرے ہیں، یقیناً وہ بھی شامل اشاعت ہوتے ہیں۔ اس لیے میرے خیال میں اب تک ماہنامہ شریعت اپنے مقاصد میں کامیاب جا رہا ہے۔

سوال: بین الاقوامی میڈیا میں ماہنامہ شریعت کا کردار کتنا متاثر کن ہے اور اس حوالے سے کیا تبدیلی سامنے آئی ہے؟

جواب: اپنی اصول پسندانہ پالیسی اور معیاری مؤقف کے باعث شریعت نے تین سال کے کم ترین عرصے میں بڑے بڑے میڈیا اداروں اور صحافتی شخصیات سمیت عالمی شہرت رکھنے والے ممتاز علمائے کرام، صاحب قلم دانشوروں اور عالمی سیاسیات کے مبصرین کو اپنی جانب متوجہ کیا ہے۔ جن جن ممالک اور خطوں میں اردو بولی اور سمجھی جاتی ہے، وہاں سے مختلف صحافی شخصیات اور علمائے کرام نے مختلف مواقع پر اپنی تحریروں میں ماہنامہ شریعت کے مضامین اور رپورٹس کے حوالے پیش کیے ہیں۔ ایڈمن کے مطابق فیڈ بیک میں موصول ہونے والے سیکڑوں برقی خطوط میں لوگوں نے نیک خواہشات اور تمناؤں کا اظہار کیا ہے۔ شریعت کے مضامین اور مستقل سلسلوں کو پسند کیا گیا ہے۔ ماہنامہ شریعت کے شکریہ کے ساتھ یا بغیر حوالے کے بہت سی ویب سائٹس اور میگزینز نے شریعت کے مضامین شائع کیے ہیں۔ جن میں بہت سے مؤقر اخبارات اور معیاری تحقیقی مجلے شامل ہیں۔ ماہنامہ شریعت کی بعض رپورٹس سے لی گئی معلومات کئی بڑے اخبارات میں رپورٹ کی شکل میں شائع کی جاتی ہیں۔ قابل قدر فکری اور تحقیقی حلقوں تک اپنی آواز پہنچانا ماہنامہ شریعت کی اہم ترین کامیابی ہے۔ میں آپ سے ایک بات کہنا

چاہوں گا کہ بہت سے صاحب علم لوگوں نے براہ راست ہمیں اپنی عقیدت و محبت کے پیغامات بھیجے ہیں اور بہت سے لوگوں نے کہا ہے کہ ہم یہ رسالہ شروع سے آخر تک پڑھتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ شریعت ہی کی خاصیت ہے کہ لوگ اسے اول تا آخر پڑھتے ہیں۔ اس خصوصیت سے بڑے بڑے اخبارات اور رسائل محروم ہیں۔

سوال: ماہنامہ شریعت کی پالیسی کے حوالے سے آپ کا خیال کیا ہے؟

جواب: شریعت کی وہی پالیسی ہے، جو امارت اسلامیہ کی ہے۔ میں ذاتی طور پر اپنے ساتھیوں سے کہا کرتا ہوں کہ آج کے دور میں دنیا بھر میں جتنی چھوٹی بڑی آزادی اور دفاع کی تحریکیں چل رہی ہیں، ان میں سب سے بہتر، متوازن، بے جا شدت اور افراط و تفریط سے پاک پالیسی امارت اسلامیہ کی ہے۔ تمام عسکری تحریکوں کو امارت اسلامیہ کی تقلید کرنی چاہیے۔ اپنے مقصد اور ہدف پر ہر حال میں توجہ مرکوز رکھی جاتی ہے۔ دشمن کے قیدیوں یا ان کے ہتھیار ڈالنے والے فوجیوں کے ساتھ قرآن کریم کے احکامات کی روشنی میں رحم دلی کا سلوک، مقابل فریق کے لیے شدید منافرت کے الفاظ تک کے استعمال سے پرہیز، خواتین، بچوں اور ضعیف حضرات کا خصوصی خیال رکھنا، عوام کے ساتھ تعاون اور ہمدردی کا سلوک، عوامی املاک کا تحفظ وغیرہ، اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں مثالی امن وامان کا قیام، انتقامی جذبات اور اپنے مؤقف کے حوالے سے ہٹ دھرمی سے احتراز امارت اسلامیہ کی وہ خصوصیات ہیں، جنہوں نے اسے دنیا بھر میں ایک مثالی مقام دیا ہے۔ گزشتہ دو عشروں سے مسلسل حالت جنگ اور ہر طرح کی شدید ترین آزمائشوں کے باوجود امارت اسلامیہ دنیا کے سامنے ایک اصولی مؤقف لیے کھڑی ہے۔ امارت کی قیادت ہر طرح کے انسانیت کش مظالم سہنے کے باوجود آج بھی انتقام سے احتراز کر رہی ہے۔ آج بھی اپنے دشمنوں کو معاف کرنے کے اسلامی جذبات سے سرشار ہے۔ دنیا بھر میں جتنی بھی اسلام پسندوں یا مظلوم اقوام کی حمایت کی تحریکیں چل رہی ہیں، امارت اسلامیہ شرعی طور پر جائز اور قانونی امور میں ان کی حمایت کرتی ہے۔ ان کا قانونی حق انہیں ملنا چاہیے۔ امارت اپنے پڑوسی ممالک سمیت دنیا بھر سے دوطرفہ احترام کی بنیاد پر اچھے تعلقات کی بحالی چاہتی ہے۔ اگر آج بھی امریکا افغانستان سے نکل جاتا ہے اور بے گناہ مسلمانوں پر مظالم یا دنیا پر تسلط کا خواب چھوڑ کر پُرامن طور پر رہتا ہے تو امارت اسلامیہ آج بھی اس کا احترام کرے گی۔ اس سے بہتر تعلقات کی بحالی چاہے گی۔

ماہنامہ شریعت نے اسلامی اور سیکولر جمہوری ممالک سمیت تمام ممالک میں اپنے جائز حقوق کے لیے کوشاں اسلامی تنظیموں کی حمایت کی ہے۔ جس طرح شریعت مطہرہ خواتین، بچوں یا بے گناہ عوام کے قتل کی اجازت نہیں دیتی، ماہنامہ شریعت نے بھی ہمیشہ اس کی مذمت کی ہے۔ جہاں بھی مظلوم مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا ہے، امریکا نے دنیا بھر میں جہاں بھی بلاواسطہ یا بالواسطہ نہتے لوگوں پر ڈرون بمباریاں کیں یا طیاروں سے براہ راست لوگوں کو بمباری کا نشانہ بنایا ہے، ماہنامہ شریعت نے ہر قدم پر مظلوم کی حمایت اور امریکی مظالم کی مذمت کی ہے۔ بے جا طور پر کسی ملک کے معاملات میں مداخلت نہیں کی ہے۔ نان ایشوز کو ہم نے کبھی ایشو بنا کر نہیں اٹھایا۔

سوال: ماہنامہ شریعت کے مضامین میں ایسا کیا ہے، جو اب تک نہیں ہے، لیکن ہونا چاہیے؟

جواب: میرے خیال میں آج کی وسیع تر دنیا میں الیکٹرانک میڈیا کے شعبے نے بہت ترقی کی ہے۔ پرنٹ میڈیا کے معیارات میں بھی تبدیلیاں آئی ہیں، مگر شریعت نے اب تک جو کارکردگی دکھائی ہے، بجا طور پر امید رکھی جانی چاہیے کہ ماہنامہ شریعت خود بہ خود ایک اچھے اور بہترین مستقبل کی جانب بڑھے گا۔ میرے خیال میں شریعت کو سیاسی مزاج سے زیادہ فکری مزاج دینا چاہیے۔ کرنٹ افیئرز پر رپورٹس اپنی جگہ ضروری ہیں، مگر امارت کو اپنی فکر اور سوچ دنیا کے سامنے واضح کرنے کے لیے رسالے کو فکری مزاج بھی دینا چاہیے۔ افغان عوام میں اسلام کی گہری جڑیں، افغان ثقافت میں اسلامی اقدار کا نفوذ، افغان تاریخ میں اسلام کا کردار، قبل از اسلام اور بعد از اسلام افغانستان کی صورت حال، امارت اسلامیہ کا اسلامی مزاج اور فکری مآخذ، سرمایہ داریت اور مادہ پرستی کا شکار ہوئے بغیر جدید دور میں نفاذ اسلام کی صورت گری، موجودہ دور میں نبوی طریقے پر خلافت کی عملی شکل، ریاستی شیرازہ بندی کی جدید شکل کے مطابق اسلامی خلافت کا ڈھانچہ اور

اسی طرح افغانستان اور افغان طالبان کے حوالے سے فکری مضامین اس میگزین میں شامل اشاعت کیے جانے چاہئیں۔ماہنامہ شریعت میں امارت اسلامیہ کی رہبری شوری یا دیگر رہنماؤں کی جانب سے شایع ہونے والے اعلامیہ جات، پیغامات اور مضامین سیاسی صورت حال کے حوالے سے ان کے متوازن مؤقف پر مشتمل ہوتے ہیں، لیکن اگر سیاسی حالات اور کرنٹ موضوعات پر گفتگو کے ساتھ ساتھ علمی اور فکری انداز میں امارت اسلامیہ کے مقاصد اور اہداف کی وضاحتیں بھی اپنے پیغامات میں شامل کریں تو یہ آئندہ دور میں افغان عوام کے ساتھ پوری دنیا کے مسلمانوں کے لیے دین کے مخلص داعیوں، خلافت اسلامیہ کے زعماء اور صاحب عزیمت مجاہد رہنماؤں کا ایک علمی اور فکری ورثہ ہوگا۔

سوال: امارت اسلامیہ کے میڈیا کمیشن کی جانب سے ہونے والی نشریات میں کون سے ادارے شامل ہیں اور ان کا کردار کہاں تک متاثر کن ہے؟

جواب: امارت اسلامیہ کے میڈیا ونگ کی نشریات میں پرنٹ کے علاوہ الیکٹرانک میڈیا کے شعبے میں ایک بڑی ویب سائٹ اور آڈیو ویڈیو میڈیا کا شعبہ بھی پوری طرح فعال ہے۔ویب سائٹ خبروں کی ترسیل کا متاثر کن ذریعہ ہے۔ خبر سے لے کر امارت اسلامیہ کے ہفتہ وارانہ اعلامیہ جات اور تجزیوں تک سارا مواد ویب سائٹ پر نشر کیا جاتا ہے۔ ویب یہ چوبیس گھنٹے اپ ڈیٹ رکھی جاتی ہے۔ لمحے لمحے کی خبریں نشر کی جاتی ہیں۔ویب سائٹ ایک محدود خطے کے لیے نہیں بنائی گئی، بلکہ دنیا بھر کے لوگ اور میڈیا اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اسی لیے وہ پشتو، فارسی، اردو، عربی اور انگلش سمیت پانچ زبانوں میں ہر وقت فعال رہتی ہے۔ آڈیو شعبے میں ریڈیو "صدائے شریعت" کی نشریات۔جب کہ ویڈیو میڈیا میں افغانستان میں ہونے والی مجاہدین کی روزانہ کی کارروائیوں سے لے کے بڑے فدائی آپریشنوں تک کی کارروائیوں کی فلمیں دکھائی جاتی ہیں۔ ہر صوبے کی کارروائیوں پر مشتمل الگ الگ البم نشر کیے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ علمی اور فکری بنیادوں پر دعوتی جہادی فلمیں بھی نشر کی جاتی ہیں۔یہ فلمیں ناخواندہ لوگوں تک امارت اسلامیہ کا پیغام پہنچانے کا سب سے کامیاب ذریعہ ہیں۔

سوال: موجودہ دور میں میڈیا کی اہمیت سے شاید ہی کوئی ناواقف ہو، مگر رواں افغان جہاد میں میڈیا ذرائع کی اہمیت کے حوالے سے آپ کا نقطہ نظر کیا ہے؟

جواب: امریکی جارحیت کے خلاف جاری حالیہ جہاد میں عسکری جنگ کے بعد سب سے قابل توجہ شعبہ "میڈیا جنگ" کا ہے۔ آج کے دور میں جتنی لڑائی عسکری میدان میں لڑی جاتی ہے، اس سے بڑھ کر ٹی وی اسٹوڈیو اور اخبارات کے صفحات پر لڑی جاتی ہے۔اسی لیے امارت اسلامیہ کی واحد فعال ویب سائٹ کے خلاف بھی دن رات امریکی ہیکرز سرگرم رہتے ہیں۔یا تو ہیک کرکے اسے بند کردیا جاتا ہے یا اس کا کھلنا مشکل ہو جاتا ہے کہ گھنٹوں انتظار کے بعد بھی ویب سائٹ نہیں کھل پاتی۔ مختلف تکنیکی مشکلات پیدا کی جاتی ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں خود امریکا اور مغرب میں اربوں ڈالر مالیت کے بڑے بڑے میڈیا ادارے کام کررہے ہیں۔جہاں سے دن رات دہشت گردی کے نام پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منفی پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔افغانستان میں امن وامان کا قیام اور یہاں سے جارحیت کے خاتمے کے لیے مجاہدین کا ساتھ دینا ہر افغانی اور ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔اسی لیے تمام مسلمان بھائیوں سے گذارش ہے کہ کم از سوشل میڈیا پر امارت اسلامیہ کا مؤقف اور مجاہدین کی خبریں پھیلانے میں الامارہ میڈیا کی مدد کریں۔

سوال: مستقبل میں ایسے کون سے پروگرام ہیں، جن پر میڈیا کے حوالے سے کام ہونا چاہیے؟

جواب: میڈیا کے حوالے سے موجودہ حالات میں جتنا کچھ ممکن ہے، وہ سب تو کیا جارہا ہے۔البتہ اگر ریڈیو صدائے شریعت کے حوالے سے انتظامیہ سے عرض کردیا جائے کہ افغانستان کے مفتوحہ علاقوں میں ایف ایم ریڈیوز کے ذریعے صدائے شریعت کی نشریات شروع کی جائیں تو اس کا اندرون افغانستان اور باہر کی دنیا میں بھی اچھا اثر پڑے گا۔

اکرم تاشفین صاحب! اپنی مصروفیات میں سے ہمارے لیے وقت نکالنے کا بہت شکریہ۔

امارت اسلامیہ کی اردو سائٹ کے مسؤل ہارون بلخی

جہاد افغانستان کا درخشاں ستارہ ماہنامہ شریعت

اسلام کو ہر دور میں خاموش مجاہدین اور جفاکش کارکنوں کی حمایت حاصل رہی ہے۔ دین کے بھی خادم ہر عہد میں انتہائی جفاکشی کے ساتھ مختلف محاذوں پر سرگرم رہے ہیں۔ خصوصاً علمی محاذ پر ان کی کاوشیں اور دعوتی محاذ پر ان کی خدمات ہر زمانے میں نظریاتی وابستگی رکھنے والوں لیے مشعل راہ ثابت ہوتی رہی ہیں۔ اسی وجہ سے اسلام کا چودہ سو سالہ علمی رعب اور وقار انہی خاموش کارکنوں کی محنت اور جفاکشی کا صلہ ہے۔ آج جب اسلام دشمن طاقتوں نے متحدہ محاذ بنا کر ہمیں ہر طرف سے گھیر لیا ہے اور ہمارے مکمل خاتمے کے لیے ہماری آئندہ نسلوں کو میڈیا کے ذریعے گمراہ کرنے کا جامع منصوبہ بنایا ہے تو اسے منہ توڑ جواب دینے کے لیے اسلام کے مبلغین اور صحافیوں نے بھی کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا ہے۔

موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ کو وہ مقام حاصل ہے، جس کے ذریعے سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ ثابت کیا جارہا ہے، اسی لیے میڈیا کو ریاست کا چوتھا ستون کہا جانے لگا ہے۔ اس سلسلے میں مغربی ممالک اپنی راہ ہموار کرنے کے لیے ذرائع ابلاغ کو ہتھیار کے طور پر استعمال کررہے ہیں۔ صحافت کے مقدس نام سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ سب سے پہلے ہم صحافت اور اس شعبے سے وابستہ افراد کا تعارف پیش کریں گے اور بعد میں جہاد افغانستان کے درخشاں ستارے "ماہنامہ شریعت" پر روشنی ڈالیں گے۔

صحافت عربی زبان کا لفظ ہے۔ صاحب معجم الوسیط نے صفحہ 508 پر صحافت کی تعریف یوں کی ہے: "یہ ایک ایسا پیشہ ہے، جس میں خبروں اور آراء کو جمع کرکے اخبار یا رسائل میں نشر کیا جاتا ہے۔ اس پیشے سے منسلک شخص کو صحافی کہا جاتا ہے۔" صحافت ایک امانت ہے۔ اس کے لیے خدا ترسی، تربیت و اہلیت اور فنی قابلیت پہلی شرط ہے۔ اس وقت دنیا بھر میں صحافت کو ایک مقدس فریضہ سمجھا جاتا ہے، لیکن بد قسمتی سے ہمارے ملک میں صحافتی پیشے سے ایسے افراد کی اکثریت وابستہ ہے، جس میں دینی اور اخلاقی اہلیت نہیں ہے۔ وہ اصول اور کردار کے لحاظ سے قطعاً غیر ذمہ دار، مغربی یلغار کی حمایت اور لادینی افکار کو نمایاں کرنے میں سرگرم ہے۔

افغانستان پر تیرہ سالہ امریکی جارحیت کے دوران دشمن نے صحافتی میدان میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ اپنے ایجنٹوں کے تعاون سے درجنوں ٹی وی چینلز، سیکڑوں ریڈیو اسٹیشنز اور متعدد اخبار و جرائد اور رسائل کا اجراء کیا، انہوں نے مغربی کلچر کو پروان چڑھانے کے لیے شب و روز جدوجہد اور کوشش کی ہے۔ آج سے دو سال قبل فروری 2013ء کو امارت اسلامیہ کی قیادت نے ثقافتی امور کمیشن کے سربراہ کی تجویز پر اہل برصغیر کو افغانستان کی تازہ ترین جہادی کاروائیوں، جہادی ذمہ داروں کے انٹرویوز اور عصر حاضر میں مسلمانوں کو درپیش چیلنجز سے بروقت آگاہی کے لیے "ماہنامہ شریعت" کا اجراء کیا۔ اللہ تعالی کی ماہنامہ شریعت کی انتظامیہ پر بے شمار نعمتیں اور رحمتیں نازل ہوں۔ انہوں نے قلیل مدت اور کم سہولیات سے ناقابل فراموش خدمات سرانجام دی ہیں۔ ماہنامہ شریعت ایک جہادی اور دینی جریدہ ہے، جو ہمارے محترم اور بزرگ دوست جناب ولید افغان کی زیرادارت دو سال سے جہادی، علمی اور دینی محاذ پر مصروف کار ہے۔ اس میں شائع ہونے والے مضامین مفید اور فکر انگیز ہوتے ہیں۔ اس میں نئے جنم لینے والے نظریات اور دیگر تو پیش آمدہ مسائل پر بھی وقیع انداز میں مناسب اظہارِ خیال ہوتا ہے، اسی لیے اسے دینی حلقوں میں گراں قدر وقعت دی جارہی ہے۔ ماہنامہ شریعت علمی، تحقیقی اور فکری مضامین کے اعتبار سے بہت جان دار اور شان دار میگزین ہے، جو اپنی وسعتِ فکر اور تحقیقی مسائل کی وجہ سے جہادی محاذ میں بلند مقام رکھتا ہے۔

ماہنامہ شریعت میگزین صورت میں دستیاب ہونے کے ساتھ ساتھ انٹرنیٹ میں بھی تین ورژنوں "پی ڈی ایف، یونی کوڈ اور ان پیج" فائل کی صورت میں بھی قارئین کی فکری و جہادی پیاس بجھانے کے لیے موجود ہے ہوتا ہے۔ جس سے دور دراز ممالک میں مقیم اردو خوان حضرات فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے۔ جس کے اجراء سے عوام اور خواص کی دیرنہ خواہش پوری ہوئی ہے۔ ملک و بیرون ملک میں قارئین کی تعداد میں روزبہ روز خاطرخواہ اضافہ ہوتا جارہا ہے، جسے پورا کرنے کے لیے انتظامیہ سرتوڑ کوشش کر رہی ہے۔ عالم اسلام، بالخصوص قارئین سے التجا کی جاتی ہے کہ برسرپیکار مجاہدین کو ہمہ وقت اور خاص کر پانچ اوقات میں اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالی تمام کفریہ طاقتوں کو ہدایت عطا فرمائیں۔ اگر ہدایت نصیب نہیں ہے تو انہیں خوار و ذلیل کریں، تاکہ عالم اسلام اور خاص کر افغانستان کے عوام سکھ کا سانس لے سکیں۔

میڈیا کی اہمیت اور اہل قلم کا فرض!

حسن زوی

سیدنا حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے آپ لوگوں کے بارے میں سب سے زیادہ خوف اس بات کا ہے کہ تم جس چیز کو دیکھ رہے ہو، اُسے اپنے علم پر ترجیح دینے لگو گے۔ تم لوگ گمراہ ہو جاؤ گے، مگر تمہیں پتا بھی نہیں چلے گا۔(ابن ابی شیبہ)

ہم یہ غور مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں جو پیش گوئی کی ہے، وہ ہم اس معاشرے میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ کیوں کہ آج کے انسانی معاشرے میں لوگ جو کچھ خود سمجھتے اور جانتے ہیں، اسے چھوڑ کر ان چیزوں پر یقین کرتے ہیں، جو میڈیا پر نشر کیا جاتا ہے۔ اس لیے واقعۃً یہ میڈیا کا دور کہلاتا ہے۔ میڈیا کو اس دور میں بہت بڑی حیثیت دی جاتی ہے۔ مطبوعات اور میڈیا کو کبھی ریاست کا چوتھا ستون کہا جاتا تھا کہ یہ حکومت کے دیگر تین ستونوں عدلیہ، مقننہ اور انتظامیہ کے درمیان رابطے کا کام کرتا ہے۔ عوام کے مسائل اور مشکلات حکومت تک پہنچاتا ہے۔ اب یہ سب فرسودہ باتیں بن گئی ہیں۔ عملی طور پر بات اس سے کہیں آگے جا چکی ہے۔ ایک ملک کے ذرائع ابلاغ کا اصل کام یہی ہے کہ وہ حکومت کے چوتھے ستون کا کردار ادا کرے۔ حکومت کو اداروں کی کارکردگی سے آگاہ کرے اور عوام کے مسائل حکومت تک پہنچائے۔ مگر اب بات عملاً ایسی نہیں رہی ہے۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا اپنی ترقی کی کئی منازل طے کر چکا ہے اور عروج پر ہے۔ اسی میڈیا نے دنیا کو ایک گاؤں کی حیثیت دے دی ہے۔ دنیا کے ہر کونے میں جو بھی واقعہ ہوتا ہے، دوسرے کونے میں نہ صرف یہ لوگوں کو پتہ چل جاتا ہے، بلکہ انٹرنیٹ اور ٹی وی پر دیکھ بھی لیا جاتا ہے۔ میڈیا کے ذریعے دنیا کے ہر کنارے کے حالات سے خود کو باخبر رکھا جاسکتا ہے۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ اب میڈیا حکومت کے چوتھے رکن سے آگے عالمی حیثیت تک چلا گیا ہے۔ اس کی اہمیت عالمی ہے اور اس کے اثرات بھی عالمی ہیں۔

لوگوں تک خبریں پہنچانا اور لوگوں کو عالمی حالات سے باخبر کرنا میڈیا کی اہم ذمہ داری تھی، مگر اب یہ ذمہ داری ہدف اور مقصد کے بجائے ایک ذریعہ بن گئی ہے۔ اس ذریعے سے شہرت اور مقبولیت حاصل کی جاتی ہے۔ یہ طبعی بات ہے کہ شہرت اور مقبولیت کے ذریعے اپنے مقاصد آسانی سے حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ آج میڈیا کے ذریعے نہ صرف اظہار مافی الضمیر بلکہ لوگوں کی زبانوں اور ذہنوں کو غلام بنایا جاتا ہے۔ اسی لیے میڈیا کو اپنے اہداف اور مقاصد کے حصول کے لیے سب سے بڑا، اہم اور کامیاب ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ لوگوں کے افکار اور نظریات پر اثر ڈالنے، اُن تک اپنے افکار منتقل کرنے اور دوسروں کو اپنا ہم فکر بنانے کے لیے کامیاب راستہ میڈیا ہی ہے۔ اس لیے عالمی طاقتیں اسے اپنی کامیابی کے ایک ذریعے کے طور پر استعمال کر رہی ہیں۔ امریکا آج کی مادی دنیا میں عسکری محاذ پر دنیا کی سب سے بڑی قوت سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے بلا شک وشبہ اس کا میڈیا بھی دنیا کی سب سے بڑی قوت ہے۔ باوجود اس کے کہ یہاں یہودیوں کی تعداد بہت کم ہے، مگر اس کے باوجود وہ میڈیا اداروں پر قابض ہیں، جو اس ملک کے سیاسی، اقتصادی اور اجتماعی میدانوں میں پالیسی اور روڈ میپ تیار کرتے ہیں۔ انتہائی حیرت کی بات یہ ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے فلم میکرز، پرنٹ میڈیا، ٹیلی ویژن، ریڈیوز، کیبل اور ایف ایم کے جتنے بھی بڑے ادارے ہیں، سب یہودیوں کی ملکیت ہیں۔ والٹ ڈزنی نامی دنیا کی سب سے بڑی میڈیا کمپنی یہودیوں کی ملکیت ہے۔ سی این این، سی بی ایس، اے بی ایس اور این بی ایس وغیرہ دنیا کے سب سے بڑے چینل یہودیوں کے ہیں۔ واشنگٹن پوسٹ، نیویارک ٹائمز، وال سٹریٹ جرنل... جو دنیا کے سب سے بڑے معتبر اخبارات سمجھے جاتے ہیں اور سب سے زیادہ ان کی اشاعت ہوتی ہے... یہ تینوں یہودیوں کے ہیں۔ یہی تینوں اخبارات ہیں جو نہ صرف امریکا، بلکہ عالمی سطح پر یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ٹھیک کیا ہے اور غلط کیا ہے؟ کیا ہونا چاہیے اور کیا نہیں؟

امریکا کی اندرونی اور بیرونی پالیسی انہی تینوں اخبارات کے تابع ہے۔بڑے فیصلے بھی اصلا یہی اخبارات کرتے ہیں۔اگر ایک بات سو فیصد خلاف حقیقت ہو، تب بھی اگر یہ تینوں ادارے اسے حقیقت قرار دیں اور اسے موضوع گفتگو بنا دیں اور اس حوالے سے مضامین شایع کیے جائیں تو عوام اسے حقیقت سمجھنے لگ جاتے ہیں۔اس لیے حکومت بھی اس حوالے سے فیصلہ دے دیتی ہے۔ یہ تینوں اخبارات مبینہ طور پر امارت اسلامیہ کو امریکا اور پوری دنیا کے لیے بڑا خطرہ قرار دیتے ہیں۔اس حوالے سے چند خود ساختہ شواہد اور دلائل بھی پیش کرتے ہیں۔امریکی عوام اندھے بہرے ہو کر اس پر اعتماد کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر حکومت کو بھی فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ امارت اسلامیہ کا خاتمہ کر دیا جائے۔دنیا کے دیگر میڈیا ادارے انہی کی تقلید کرتے اور انہی کے شایع کردہ مواد پر جگالی کرتے ہیں۔اس لیے کہا جاتا ہے دنیا کے ذرائع ابلاغ پر یہودیوں کا قبضہ ہے۔یہودیوں نے ایک جانب تو اپنے میڈیا اداروں کو معیار بنا دیا ہے، تاکہ لوگ ان کی تقلید کرتے رہیں، اس کے ساتھ ساتھ دولت کے ذریعے بھی میڈیا اداروں کو اپنا تابع بنایا جاتا ہے۔یہ دولت بھی یوں ہی نہیں لٹائی جاتی، بلکہ میڈیا سے مادی فوائد حاصل کیے جاتے ہیں۔وہ اس طرح کہ تقریبا سب ملٹی نیشنل کمپنیاں یہودیوں کی ہیں۔ ان کمپنیوں کے لاکھوں اشتہارات دنیا بھر کا میڈیا بڑے بڑے معاوضوں کے بدلے شایع کرتا ہے۔اس طرح ان کمپنیوں کی مصنوعات کو شہرت ملتی ہے اور انہیں اچھی مارکیٹ مل جاتی ہے۔ یہ ملٹی نیشنل کمپنیاں اپنے اشتہارات صرف ان میڈیا اداروں کو دیتی ہیں، جو ان کی دی ہوئی پالیسیوں کے مطابق اپنی نشریات مرتب کرتی ہیں۔اظہار رائے کی آزادی ان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔جو شخص، ادارہ یا جماعت... بلکہ ایک ملک کے سارے عوام کو قبولیت کی معراج تک پہنچانا اور مقبول شخصیات، اداروں، جماعتوں اور عوام کو دنیا کے سامنے قابل نفرت ظاہر کرنا، راتوں رات گیدڑ کو شیر اور شیر کو بدنام کرنا بھی آزادی اظہار رائے ہے۔فحاشی کو فروغ دینا، انسانوں کے درمیان نفرت کا پھیلاؤ، دشمنی اور جنگوں کو ہوا دینا، شخصیات، تہذیبوں، اقوام، جماعتوں، حتی کہ مذاہب کی بے توقیری بھی اظہار رائے ہے۔یہ سب کچھ ہمارے ملک سمیت تمام اسلامی ممالک کی نشریات میں بھی شامل ہے۔کچھ دن قبل ایک چھوٹا سا ویڈیو کلپ دیکھا، جس میں صحافیوں کے لباس میں ایک خاتون سمیت چند لوگ کرسیوں پر براجمان فلسفے بگھار رہے تھے۔جہاد کے خلاف گفتگو کر رہے تھے۔انداز ایسا تھا کہ جنت اور حوروں سمیت تمام نعمتوں کا نہ صرف یہ کہ مذاق اڑا رہے تھے، بلکہ ان کو ماننے والوں پر طنزیہ قہقہے اڑا رہے تھے۔

ہمیں یہ بات تسلیم کرلینی چاہیے کہ یہودیوں کا یہ قبضہ فوری وجود میں نہیں آیا، بلکہ یہ سب کچھ طویل اور مسلسل جد وجہد کا نتیجہ ہے۔تاریخ کا ہر طالب علم یہ جانتا ہے کہ جرنلزم، صحافت، میڈیا اور ماس کمیونیکیشن کی اصطلاحات اگرچہ بہت بعد میں پیدا ہوئی ہیں، مگر مختلف صورتوں میں ابلاغ اور ابلاغی وسائل بہت پرانے ہیں۔انسانیت کی پیدائش کے ساتھ یہ بھی پیدا ہوئے ہیں۔ اپنے اہداف کے حصول کے لیے طویل منصوبوں کی تشکیل ان یہودیوں کی بہت پرانی عادت ہے۔یہی ان کی کامیابی کا راز ہے۔1897 میں سوئزر لینڈ کے شہر "بال" میں دنیا کے کونے کونے سے آنے والے ان کے 300 سب سے بڑے دانش ور "ہرٹزل" کی قیادت میں یہ بات سوچنے کے لیے بیٹھ گئے کہ ایسے کون سے اقدامات ہونے چاہئیں، جن کے نتیجے میں دنیا کے ظاہری حاکم کوئی دوسرے، جب کہ حقیقی حکمران ہم ہوں گے۔ایسے حاکم، جن کے ہاتھ میں ساری دنیا کے فیصلوں کا اختیار ہو گا۔دنیا پر اپنی حاکمیت کے قیام کے لیے اس طویل اجلاس میں تمام شرکاء کی اتفاق رائے سے جو پروٹوکول بنایا گیا وہ 19 ابواب پر مشتمل تھا۔ جس میں بہت سی دیگر چیزوں کے ساتھ ذرائع ابلاغ پر قبضے کی بہت تاکید کی گئی تھی۔اس میں کہا گیا ہے کہ ہم میڈیا کے سرکش گھوڑے پر سوار ہوں گے، جس کی لگامیں ہمارے ہاتھ میں ہوں گی۔دشمن کے ہاتھ میں ایسا کوئی قابل اعتبار اخبار نہیں چھوڑیں گے، جس کے ذریعے وہ اپنا کوئی موقف موثر طریقے سے پیش کرسکے اور نہ ہماری اجازت کے بغیر کوئی بڑی خبر نشر کی جائے گی۔ہم دنیا میں ایسے قوانین کے نفاذ کے لیے کوشش کریں گے، جس کی رُو سے ہماری اجازت کے بغیر کوئی بھی کچھ شایع نہیں کر سکے گا۔ ہمارے ہاتھ میں ایسے اخبارات اور مجلے ہوں گے، جنہیں عوام کے ساتھ مختلف جماعتوں کی تائید بھی حاصل ہوگی، چاہے یہ جماعتیں جمہوریت کے داعی ہوں یا انقلاب کی حامی! ہم مستقبل میں ایسے اخبارات اور مجلے بھی شایع کریں گے... جو انتشار، بے راہ روی، جنسی اور اخلاقی گمراہی کو فروغ دیں گے۔استبدادی حکومتوں کے مطلق العنان حکمرانوں کی حمایت کریں گے۔خبریں ایسے طریقے سے شایع کی جائیں گی، جسے عوام اور حکومتیں قبول کرنے پر مجبور ہوں گی۔ہم بد کردار اور بداخلاق صحافیوں، ایڈیٹرز اور نمائندوں کو مزید حوصلہ دیں گے اور ان کی نگرانی

کریں گے۔ ہم جو تصویر دنیا کو دکھانا چاہیں گے دنیا کو وہی تصویر دیکھنا ہوگی۔

دوسری بات یہ کہ یہودیوں کی سوچ پورے مغرب میں سرایت کر چکی ہے۔ وہ پوری دنیا کے وسائل پر قبضہ اور لوگوں کو اپنا ذہنی غلام بنانا چاہتے ہیں۔ بدقسمتی سے ان تمام مقاصد کے حصول کے لیے ان کا خیال ہے کہ مغربی کلچر کو پوری دنیا پر مسلط کیا جانا چاہیے۔ اس راہ میں واحد رکاوٹ اسلام، سچے مسلمان، دنیا میں اسلام کی تیز ترین اشاعت، اسلامی سوچ میں اضافہ، اسلامی تہذیب و تمدن، اسلامی معاشرتی نظام اور اسلامی حاکمیت کو سمجھتے ہیں۔ اس لیے ان سب کے خلاف وسیع جنگ شروع کی گئی ہے۔ یہ وحشی لوگ اپنی جدید ترین ٹیکنالوجی کے ذریعے ہمارے خطوں اور ممالک پر قبضہ کر رہے ہیں۔ میڈیا کے ذریعے لوگوں کے دلوں سے تمدن، تہذیب، قومی اقدار اور کلچر کو مسخ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسی میڈیا کے زہریلے پروپیگنڈے کے ذریعے ہماری نسلوں کے دماغوں کو مفلوج کرنے اور فکری لحاظ سے غلام بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس لیے میڈیا مافی الضمیر کا ذریعۂ اظہار نہیں، بلکہ ساتھ لوگوں کے اذہان میڈیا کے مافی الضمیر کے مطابق کرنے کا ذریعہ ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جاری صلیبی جنگ کے سلسلے میں امریکا اور اس کے اتحادی ہر ملک پر جارحیت کر رہے ہیں۔ پہلے ان کے خلاف خوب منفی پروپیگنڈا کیا جاتا ہے، جب ان پر فوجی جارحیت کردی جاتی ہے تو سب اسے برحق قرار دینے لگ جاتے ہیں۔ باہر کی دنیا میں کوئی بھی اس جنگ کو ناجائز اور مسلط شدہ جنگ نہیں کہتا۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ جارحیت کے وقت امریکا اور دیگر مغربی ممالک کمزور اور مظلوم مسلمانوں کے خلاف طاقت کا استعمال انتہائی بے دریغ طریقے سے کر رہے ہیں۔ خطرناک اسلحے کے ذریعے عام لوگوں کو قتل کیا جاتا ہے، عوامی تنصیبات کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ بستیوں کو کھنڈرات میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ بے گناہوں کو عقوبت خانوں میں ڈالا جاتا ہے۔ مگر عالمی میڈیا کا کمال ہے کہ بڑے بڑے مظالم کے باوجود انہیں دودھ کے دھلے ثابت کر رہا ہے۔ مظلوم، مقہور اور مجبور لوگوں کو ظالم، جابر اور دہشت گرد ثابت کرتا ہے۔

گیارہ ستمبر کے بعد مغرب نے میڈیا کو مؤثر اور مضبوط بنانے پر بہت زیادہ توجہ دی ہے۔ اس راہ میں بہت زیادہ اخراجات بھی کیے ہیں۔ مسلح جنگ کے ساتھ ساتھ میڈیا جنگ بھی اب ایک باقاعدہ جنگ کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ یہ بات یقینی ہے کہ جارحیت پسندوں کی مسلمانوں کے خلاف حوصلے اور نفسیات کی جنگ میں کامیابی اور شکست کا دار و مدار اسی میڈیا پر ہے۔ کیوں کہ جنگیں صرف بہت زیادہ دولت، بہت زیادہ اسلحہ اور بہت زیادہ وسائل سے نہیں لڑی جاسکتیں، دراصل وہ عوام اور فوج کے بلند حوصلوں، نہ تھکنے والے عزائم اور دینی جذبے سے جیتی جاتی ہیں۔ یہ جیت اس وقت یقینی ہوجاتی ہے، جب مقابل کا حوصلہ پست ہوجاتا ہے۔ اس لیے تو دن رات منفی پروپیگنڈا جاری ہے، تاکہ مسلمان حوصلہ ہار جائیں۔ ان کے حوصلے پست ہوجائیں اور ہر میدان میں شکست تسلیم کرلیں۔ اس کے برعکس مغربی عوام اور جنگجوؤں کا حوصلہ بلند رہے، مورال اونچا رہے اور جلد شکست کھانے کو تیار نہ ہوں۔ یہ الگ بات ہے کہ مغرب کی کوششیں کامیاب نہیں ہو رہیں۔ جب کہ مغربی عوام اور جنگجوؤں کا حوصلہ اتنا نیچے جا چکا ہے کہ اس سے نیچے شاید کوئی مرتبہ ہی نہ ہو۔

> [illegible]
> حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ ہم حق دین کے
> [illegible]
> اپنے اہداف کے لیے ان تمام وسائل کا استعمال جائز
> [illegible]
> اس سے اجتناب فرض سمجھتے ہیں۔ جب تک حرام کا
> [illegible]

ہمیں مان لینا چاہیے کہ عالمی ذرائع ابلاغ میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ جاری ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے بلند اخلاق، مثبت سیاست، معاشرتی مثبت انقلابات، انسانی ہمدردیوں، تہذیب، ثقافت، تمدن اور صالح افکار سے نہ صرف یہ کہ دنیا بے خبر ہے، بلکہ عالمی دنیا کے افکار اسلام اور مسلمانوں کے حوالے سے بالکل حقیقت کے برعکس صورت اختیار کر گئے ہیں۔ اس لیے مسلمانوں کے ذرائع ابلاغ سے امید کی جاسکتی ہے کہ اسلام کے بلند ترین اخلاق، سیاسی، تہذیبی اور ثقافتی

اقدار اور خوبیوں کا صحیح تصور پیش کریں گے، جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈے کا دندان شکن جواب ہوگا۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ عالمی ذرائع ابلاغ صرف کفریہ دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے اور اسلام کی اشاعت کا راستہ روکنے کے لیے کام کرتی ہیں، بلکہ ہماری اسلامی دنیا میں مسلمانوں کی معاشرتی اجتماعی زندگی پر میڈیا کے اثرات بھی بہت گہرے ہوتے ہیں۔ اسلامی دنیا میں فحاشی کو فروغ اور اسلام کے عملی، فکری، تہذیبی اور بلند اخلاقی تشخص سے مسلمان نوجوانوں کو دور رکھنے کے لیے مغربی میڈیا نے دن رات ایک کر دیے ہیں۔ اس دجالی پروگرام کا راستہ صرف مسلمان ہی اپنے میڈیا کے ذریعے روک سکتے ہیں۔ دنیا کے مختلف حصوں میں کفار یا ان کی کٹھ پتلیوں کی جانب سے مسلمانوں پر بڑے بڑے مظالم ڈھائے جارہے ہیں، مگر عالمی میڈیا نے مظلوم مسلمانوں کی حالت پر آنکھیں بند کی ہوئی ہیں۔ ایسے حالات میں مسلمانوں کو اپنے ایسے ذرائع ابلاغ کی ضرورت ہے، جو کم از کم مظلوم مسلمانوں کے حق میں آواز اٹھائے۔ دنیا کو حقیقی صورت حال سے خبر دار کرے۔

اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں اور ان کے فکری غلاموں کی جانب سے میڈیا کے قبضے پر صرف غم اور افسوس کا اظہار کر کے میدان دشمن کے لیے خالی چھوڑنا مسئلے کا حل نہیں ہے۔ بلکہ اس حساس دور میں اس بات کی اور زیادہ ضرورت ہے کہ تمام باستعداد مسلمان مغربی معیارات کو پس پشت ڈال دیں۔ مادی منافع اور عزت وشہرت کو نظر انداز کر دیں۔ عملی طور پر پورے خلوص سے مقابلے کے میدان میں اتریں اور مغربی سیلاب کا راستہ روکیں۔ ہمارا ہر صاحب قلم اس حقیقت کی جانب متوجہ ہو کہ اس دین میں ابلاغ کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ اسلام کی حقانیت اور صداقت کی تبلیغ، باطل کا مقابلہ اور لوگوں کو خبر دار کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ اسلام کے بنیادی ہدف اعلائے کلمۃ اللہ کے دو جز ہیں۔ ایک حق کو ثابت کرنا اور دوسرا باطل کو مٹانا ہے۔ جب اسلام ان دونوں باتوں کا حکم کرتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ ضمناً دونوں کے لیے مؤثر اور کامیاب وسائل کے استعمال کا حکم بھی دیتا ہے، جو فطری طور پر مؤثر اور کامیاب ذریعہ ہے۔ یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اسلامی دنیا میں بہت سے ایسے نام نہاد دانش ور بھی ہیں، جو مادیت کے بدلے غیروں کے آلۂ کار بن گئے ہیں۔ اپنی تحریروں، انٹرویوز اور دیگر پروگراموں کی ذریعے اسلام کی روح کو مسخ کرنے اور عام سادہ دل مسلمانوں کو بے راہ روی کا شکار کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ ان کا مقابلہ صرف اور صرف شریعت کی روح اور مزاج سے واقف وہ ذہین علماء ہی کر سکتے ہیں، جو دشمن کے منصوبوں پر غور کرتے ہوں اور ذرائع ابلاغ میں اپنا مقام بنا سکتے ہوں۔ اس لیے بڑی ذمہ داریوں اور تدریسی خدمت کے ساتھ میڈیا کے میدان میں خدمت کرنا بھی ضروری ہے۔ اس دور کا سب سے بڑا مطالبہ یہی ہے کہ علماء کو اس تقاضے کا عملی جواب دینا ہوگا۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ مسلمان ابھی اس میدان میں بہت پیچھے ہیں۔ انھیں بہت آگے جانا ہے۔ مگر اس کے ساتھ خوشی کی بات یہ ہے کہ ابھی کچھ ذہین، درد مند اور دانش مند نوجوان میڈیا کی اہمیت جان کر اس میدان میں کود چکے ہیں۔ یہ بہت غنیمت ہے۔ اس کے بہت سے فائدے سامنے آئے ہیں۔ جس نے دشمن کو گھبراہٹ کا شکار کر دیا ہے۔ امریکی فرعون نے دنیا کے ذرائع ابلاغ پر قبضہ کر رکھا ہے۔ امارت اسلامیہ کے محدود، مگر حق وصداقت کے علم بردار میڈیا کے مقابلے میں اپنی کمزوری کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو چکا ہے۔ مسلمانوں کے اپنے اخبارات، دینی رسائل، جرائد ومجلے، ویب سائٹس اور چھوٹے ایف ایم چینلز انشاء اللہ بارش کے وہ پہلے قطرے ثابت ہوں گے، جو اپنے ساتھ ایک طویل باران رحمت کی خوش خبری لے کر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس رحمت کی بارش کو دشمن کے لیے ایسی زحمت میں بدل دیں گے کہ پھر اس کے سارے منصوبے اور ساری سازشیں خاک میں مل جائیں گی۔

مگر ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ہمارا میڈیا انہی مقاصد کے لیے استعمال ہوگا، جہاں اسلامی اصول، مبادی اور اخلاقیات کبھی نظر انداز نہیں کی جائیں گی۔ اسلام جھوٹ، فحش گوئی، باطل پرستی، حقائق کو مسخ کرنے، شخصیات، قوموں اور مذاہب کی اہانت سے روکتا ہے۔ اسلام کبھی اپنے ماننے والوں کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ جھوٹے اور زہریلے پروپیگنڈے کے ذریعے اپنے اہداف حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ ہم حق دین کے پیروکار ہیں۔ دین کی ہدایت اور رہنمائی پر عمل تمام کامیابیوں کا سرچشمہ سمجھتے ہیں۔ قدم قدم پر تمام امور میں جائز اور ناجائز کے درمیان تمیز انتہائی ضروری سمجھتے ہیں۔ اپنے اہداف سمجھنے کے لیے ان تمام وسائل کا استعمال جائز نہیں سمجھتے، جو ہمارے خلاف دشمن استعمال کر رہا ہے۔ عملاً اس سے اجتناب فرض سمجھتے ہیں۔ جب تک حرام کا ارتکاب نہ ہو تو دشمن کا اسلحہ اس کے خلاف استعمال کرنا... نہ صرف ایک جائز عمل ہے، بلکہ بڑا کمال سمجھتے ہیں۔ الحمد للہ! ہمارے نوجوان اس طریقے کا استعمال کر رہے ہیں اور پوری کامیابی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔

ماہنامہ شریعت کے کالم نگار سیف العادل احرار

ماہنامہ شریعت کی تیسری سال گرہ

امارت اسلامیہ افغانستان کے شعبہ اطلاعات کے زیر انتظام شائع ہونے والا اردو زبان میں مقبول رسالہ "ماہنامہ شریعت" نے اپنی اشاعت کے تین سال مکمل کر لیے ہیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ماہنامہ شریعت کی اشاعت سے چند روز قبل برادرم زبیر افغان نے یہ خوشخبری سنائی کہ اگلے ماہ سے ماہنامہ شریعت کی اشاعت شروع ہو جائے گی۔ امارت اسلامیہ کے شعبہ اطلاعات وثقافت کے سربراہ کی مخلصانہ کاوشوں، ماہنامہ شریعت کے مدیر اعلی کی انتھک جدوجہد اور اس سے وابستہ تمام کارکنوں کی نیک تمناؤں کی بدولت ماہنامہ شریعت نے باوقار انداز میں یہ کٹھن سفر جاری رکھا ہے۔ اللہ تعالی کا شکر ہے کہ ماہنامہ شریعت نے تین سال طے کر لئے ہیں اور تیزی کے ساتھ آگے کی طرف گامزن ہے۔

اردو زبان میں امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان ماہنامہ شریعت ہمسایہ ممالک کے لیے امارت کی معتدل پالیسی سے آگاہی کا اہم ذریعہ ہے۔ اس میں جہادی، علمی، سیاسی اور عالمی موضوعات پر مشتمل ہر قسم مضامین، اعلامیہ جات اور تجزیے شائع ہوتے ہیں۔ اگر قارئین قیمتی تجاویز رکھتے ہیں تو وہ ماہنامہ شریعت کے منتظمین سے شیئر کر سکتے ہیں۔ افغانستان پر امریکی یلغار کے بعد اس جنگ زدہ پسماندہ ملک میں اس وقت 50 سے زائد ٹی وی چینلز اور 100 سے زائد ریڈیو چینلز باقاعدگی سے کام کر رہے ہیں۔ جب کہ سیکڑوں کی تعداد میں اخبارات و رسائل شائع ہو رہے ہیں۔ ویسے بھی میڈیا پر یہودی لابی کا تسلط ہے جب کہ افغانستان میں براہ براست ان کی زیر نگرانی میڈیا کو پروان چڑھایا گیا ہے۔ حقائق کی تلاش اور حق گوئی کی راہ اختیار کرنا خواب بن گیا ہے۔ امریکا نے میڈیا کے بل بوتے افغانستان پر ناجائز قبضہ جمایا اور طالبان نے بھی میڈیا کے ذریعے اسے شکست دی ہے، جس کا اعتراف امریکی حکام نے خود کیا ہے۔

ضرورت اس امر کی تھی کہ دنیا کو حقائق سے آگاہ کیا جائے۔ امریکا نے جھوٹ کا سہارا لیا، لیکن امارت اسلامیہ افغانستان کے شعبہ اطلاعات کے سربراہ نہ صرف خود ذرائع ابلاغ کے ہنر سے خوب واقف، تجربہ کار اور ماہر ہیں، بلکہ اس شعبے میں کام کے لیے ماہر اور قابل لوگوں کو چن چن کر خدمت کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ انہوں نے اس شعبہ میں اہلیت کی بنیاد پر قابل اور سنجیدہ صحافیوں کو کام کرنے کا پورا پورا موقع دیا ہے، جس کی وجہ سے امارت اسلامیہ کی میڈیا نے امریکا کی زیر تسلط میڈیا کو شکست دی ہے۔ ماہنامہ شریعت کی کامیابی میں اللہ تعالی کی مدد، امارت اسلامیہ کے شعبہ اطلاعات کے ذمہ داران کی توجہ اور قارئین کی محبت شامل ہے۔ پانچ زبانوں: عربی، انگریزی، اردو، پشتو اور فارسی میں ویب سائٹس کو لانچ کر کے روزانہ کی بنیاد پر افغانستان اور دنیا کی پل پل بدلتی صورت حال سے قارئین کو آگاہ کیا جا رہا ہے۔ مجاہدین ملک کے کسی کونے میں کوئی کارروائی کرتے ہیں تو اس کی خبر فوراً ویب سائٹ پر لگادی جاتی ہے۔ جب کہ پورے مہینے کی رپورٹس کی اشاعت کا اہتمام ماہنامہ شریعت میں کیا گیا ہے۔ ماہنامہ شریعت کے ذمہ دار احباب کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اس کو مزید معیاری اور مقبول بنائیں۔ تاہم قارئین سے بھی التماس کی جاتی ہے کہ وہ اس کو اپنے دوست احباب کو بطور ہدیہ دیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس کو پڑھیں۔ اللہ تعالی شہداء کی عظیم قربانیاں قبول فرمائے۔ مجاہدین کو کامیابی عطا فرمائے اور ماہنامہ شریعت کے جملہ احباب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

شعبہ اطلاعات کمیشن کے معاون حاجی محمد سلیم صاحب

کامیابی کا ایک اور سال

ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ

ماہنامہ شریعت کے تین سال مکمل ہونے پر قارئین کے سامنے چند گزارشات رکھنا چاہتا ہوں۔ تین سال قبل امارت اسلامیہ افغانستان کے شعبہ اطلاعات وثقافت کمیشن کی جانب سے شریعت کے نام سے اردو زبان میں ماہنامہ میگزین کا آغاز کیا گیا تھا۔ اس وقت وسائل محدود اور حالات گمبھیر تھے۔ شعبہ اطلاعات کمیشن کے ذمہ داران تذبذب کا شکار تھے۔ بار بار یہ اندیشہ کھائے جارہا تھا کہ رسالے کے لیے کام کرنے والے اچھے لکھاری کہاں سے اور کیسے میسر ہوں گے؟ میگزین مستقل طور پر ہر ماہ بغیر کسی ناغے کے کیسے شایع ہوتا رہے گا؟ سب سے اہم یہ کہ ہم اسے قارئین تک کیسے پہنچا پائیں گے؟ لیکن اللہ تعالی کا فضل وکرم ہے کہ پہلے روز سے مجلہ کے ذمہ دار اور شعبہ اطلاعات کمیشن کے سربراہ کی مخلصانہ کوششوں اور بھرپور توجہ سے تین سال سے مسلسل شایع ہو رہا ہے۔ ایک ماہ بھی ناغہ نہیں ہوا ہے۔ جب کہ اس وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ رسالے کی کیفیت میں بھی بہت بہتری آئی ہے اور کمیت میں بھی بہت تیزی دیکھی گئی ہے۔ یقیناً قارئین اس حوالے سے ضرور آگاہ ہوں گے۔

علاوہ ازیں ایک قابل اطمنان بخش امر یہ ہے کہ ابتداء میں ہم میگزین محدود تعداد میں چھاپ رہے تھے، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ اس کی مقبولیت میں اضافہ ہوا ہے اور اب 5 ہزار سے زیادہ کی تعداد میں چھپ رہا ہے۔ رسالے کے معیار کو بلند کرنے کے لیے مزید سوچ و بچار کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ مَیں شعبہ اطلاعات کمیشن کے ایک ذمہ دار کی حیثیت سے ماہنامہ شریعت کے مدیر اعلی، مجلس مشاورت اور جملہ وابستگان کو اس عظیم خدمت پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالی سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آپ کے ہاتھوں میں 36واں شمارہ ہے۔ یہ بھی قابل فخر بات ہے کہ سال کے آخری شمارے پر خوب توجہ دی گئی ہے۔ اس میں خصوصی مضامین اور تحریریں شامل کی گئی ہیں، جو قارئین کی دلچسپی کا باعث ہوں گی، ان شاءاللہ۔

ماہنامہ "شریعت" امارت اسلامیہ کی ویب سائٹ پر بھی شایع ہو رہا ہے۔ اردو زبان میں امارت اسلامیہ کی کامیابی، پیش رفت، سیاسی اور اجتماعی خدمات، قابض افواج اور ان کے ایجنٹوں کے جرائم اور امارت کی پالیسی عوام تک پہنچانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ تمام خدمات قابل فخر اور قابل ستائش ہیں۔ اللہ تعالی انہیں مزید خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مفتی شاہد حقانی

اسلام میں صحافت کی حیثیت

ایک جامع، مکمل اور آفاقی دین کی حیثیت سے اسلام صحافت اور جرنلزم سمیت ان تمام علوم اور فنون کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے، جس کی برکت سے انسانی معاشرہ ترقی کرتا ہے۔نئی ایجادات وجود پذیر ہوتی ہیں۔اسلام جس طرح روحانیت، عبودیت اور انسانی سماج کے ہمہ پہلو کی اصلاح پر زور دیتا ہے۔سیاست، ادب، معاشرت اور ان تمام علوم و فنون کی وسعت اور ترقی کی تاکید کرتا ہے، جس سے معاشرہ خوش حالی اور امن کی جانب بڑھتا ہے۔

جرنلزم کو اب تک ادب کی ایک ذیلی صنف سمجھا جاتا تھا۔وہ اب ایک مستقل ہنر اور فن بن چکا ہے۔یہ فن رپورٹنگ، تبصرہ نگاری، انٹرویو اور مجموعی طور پر تازہ واقعات، معاشرتی تبدیلیوں اور واقعات کو قلم بند کرنے کے گرد گھومتا ہے۔ایک سچی خبر حقائق پر مبنی اور حالات کی درست صورت گری کرتی ہے۔اسلام بھی خبر کی صداقت پر زیادہ توجہ دیتا ہے۔وہ خصوصیات... جن پر ایک صحافی کو توجہ دینی چاہیے، ان میں سے ایک خبر کی صداقت ہے۔صحافی خبر کو اس انداز سے پیش کرے، جس طرح وہ واقع ہوئی ہے، نہ یہ کہ جس طرح اس کا دل چاہے۔باوجود اس کے کہ ہر صحافی غیر جانب داری کا لفظ استعمال کرتا ہے اور مغرب نے لفظِ غیر جانب داری کا بہت ناجائز استعمال کیا ہے، مگر اصول یہی ہے کہ خبر کے حصول یا اشاعت میں سیاسی، ذاتی یا اجتماعی مفادات سے بالاتر اور کسی کی عقیدت یا نفرت کے احساس سے عاری ہونا ضروری ہے۔غیر جانب داری نہ ہونے کے باعث بہت سے بڑے میڈیا اداروں سے لوگوں کا اعتماد اٹھ چکا ہے۔یوں میڈیا اپنی حیثیت کھو بیٹھتا ہے۔جب کلاسیکی دور میں اخبار ذرائع ابلاغ کا بہت اہم مرکز تھا اور الیکٹرانک میڈیا ابھی ایجاد نہیں ہوا تھا، تب لوگوں کو لامحالہ اپنے دور کے مروجہ اخبار پر اعتماد کرنا پڑتا تھا۔اس دور کے بادشاہ عوام کو باخبر رکھنے کے لیے مختلف ذرائع استعمال کرتے تھے۔

مشہور صحافی عبدالسلام زینی اپنی ایک کتاب "اسلام اور صحافت" میں لکھتے ہیں " اخبار خبر کی جمع ہے۔یہ نام ان خبرناموں کے لیے اختیار کیا گیا تھا جو اسلام سے قبل ایران کے بادشاہ ملک کے ہر گوشے میں اپنی اطلاعات اور خبریں پہنچانے کے لیے مرتب کیا کرتے تھے۔اس مقصد کے لیے متعین کردہ صحافیوں کو اخبار نویس کہا جاتا تھا"۔وہ لکھتے ہیں کہ یہ ضرورت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور بعد میں ان کے خلفاء کے دور میں بھی محسوس کی گئی۔پیغمبرپاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام خود کو حالات سے باخبر رکھتے تھے۔یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے اندھیرے میں مدینے کے کوچوں میں گھوما کرتے اور خود کو مسلمانوں کے حالات سے باخبر کرتے۔اس کی وضاحت میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ اداب الاخبار نامی ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام خود عام لوگوں کے حالات سے اس لیے خبردار رکھتے تھے تاکہ خود کو مسلمانوں کے حالات سے باخبر رکھیں۔اور خبر ہوجانے کے بعد مظلوم کی مدد کو پہنچ جائیں۔مریض کی عیادت کریں، کمزور کو سہارا دیں اور محتاج لوگوں سے مادی اور روحانی تعاون کے لیے اپنے ذرائع بروئے کار لائیں۔اور اگر کسی سے مادی تعاون کی طاقت نہ ہو تو کم از کم اس کے لیے دعا کرکے خود کو اس کے غم میں شریک کردیں۔گزشتہ صدی میں مشینیں بن گئیں۔کمپیوٹر، انٹرنیٹ، فیکس، ٹوئٹر اور فیس بک وغیرہ سمیت برقی میڈیا کی طرح پرنٹ میڈیا بھی معیاری ہوگیا ہے۔ٹائپنگ مشین کی جگہ دیگر جدید سہولیات نے لے لی ہے۔اس انقلابی زمانے میں صحافتی کوائف میں بڑی

تبدیلی آگئی ہے تو ہونا یہ چاہیے تھا کہ اس تبدیلی میں اسلامی اصطلاحات مضبوط ہوجاتیں، لیکن بات برعکس ہوگئی ہے۔ فن صحافت مغرب کی لونڈی بن گئی ہے۔ یہاں تک کہ صحافت اور صحافی کے عربی الفاظ بھی انگلش کے جرنلزم اور جرنلسٹ میں بدل گئے ہیں۔ صحافت کی اسلامی روح سیکولر مغرب کی مسلسل فریب کاریوں کی وجہ سے پنپ نہیں رہی۔ آج کا صحافی دولت کی خاطر غیروں کے مفادات کی خاطر جھوٹی رپورٹنگ کرتا ہے۔ اگرچہ اس طرح کی صحافتی بددیانتیاں شریفانہ اصولوں سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ یہ جرم افراد کا ہوتا ہے، مگر مسلمانوں کی عدم توجہ اور لاپرواہی اس کا بڑا سبب ہے۔ کیوں کہ مغرب نے فن پر اپنی گرفت مظبوط کر کے اسے اپنے قبضے میں لیا ہوا ہے۔ لہذا وہ اسے اپنے مفادات کے لیے استعمال کرتا ہے۔

مغربی ماہرین صحافت نے لکھا ہے کہ: "صحافت کا مقصد روزانہ اور تازہ خبروں سے لوگوں کو باخبر کرنا ہے۔ آج کے واقعے کی وضاحت اور مستقبل کی صورت حال کا تجزیہ کرنا ہوتا ہے، تاکہ لوگوں کو آئندہ کے لیے اپنا لائحہ عمل طے کرنے میں آسانی ہو۔"ڈاکٹر مسکین علی حجازی لکھتے ہیں: "صحافت اور صحافی کا بنیادی مقصد لوگوں کے لیے معلومات ڈھونڈنا ہے۔ انہیں تربیت فراہم کرنا، راہنمائی دینا اور تفریح مہیا کرنا ہے۔"ڈاکٹر عبدالسلام خورشید اپنی کتاب "فن صحافت" میں لکھتے ہیں: "صحافت لوگوں کے اعمال و کردار کی ترجمان اور عکاس ہوتی ہے۔ لوگوں کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتی ہے۔ لوگوں کی خدمت ان کا پہلا فرض ہے۔ اسی لیے صحافت معاشرے کے ایک اہم ادارے کی حیثیت رکھتا ہے۔"نذر الحفیظ ندوی اپنی کتاب "مغربی میڈیا اور اس کے اثرات" میں لکھتے ہیں: "قرآن کریم نے میڈیا اور ذرائع ابلاغ کے مفہوم کی ادائیگی کے لیے جس لفظ کا انتخاب کیا ہے، وہ 'دعوت' ہے۔ یہ ایسی طاقتور اور مضبوط قرآنی تعبیر ہے، جو سب سے زیادہ بلیغ ہے۔ اس کا کوئی بدل نہیں ہے۔ اسلامی میڈیا یا صحافت کے واسطے سے مسلمانوں کا پیغام پہنچانے کی ضرورت ہے۔ قرآن وسنت میں اس کی تائید بھی ہے۔ آج کل مسلمانوں کو دعوت اور اسلامی احکام کی نشر واشاعت کے لیے بھی فن اور میڈیا سب سے مؤثر ذریعہ ہے۔ دعوت کا طریقہ قرآن کریم میں یوں بیان ہوا ہے:"اُدْعُ اِلٰی سَبِیلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (النحل)

(اے محمد! لوگوں کو) اپنے رب کی جانب، حکمت اور اچھے انداز کے ساتھ بلایئے اور ان سے اچھے طریقے سے مباحثہ کیجیے!

حکمت کے معنی کے حوالے سے علمائے کرام نے بہت کچھ لکھا ہے۔ عام اصطلاح میں ہر چیز کو اپنی جگہ پر رکھنا حکمت کہلاتا ہے، مگر وہ حکمت... جس سے حق کے داعیوں کا متصف ہونا ضروری ہے، وہ علم اور وعظ ہے۔ دوسروں کے ساتھ تعلقات میں انہیں نیکی کی طرف رغبت دلانا اور برائی سے منع کرنا حکمت کہلاتا ہے۔ ابن زید حکمت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "لوگوں کو نیکی کی جانب بلانے اور برائی سے روکنے کا سبب بننے والی بات حکمت ہے۔" قرآن کریم میں حکمت کا لفظ آسمانی کتابوں، نبوت، ہدایت، علم، عدالت اور بردباری کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ خیر کی جانب دعوت کی فضیلت اور فساد کے خلاف بے پروائی کی وعیدیں: "وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ"(۱۰۴آل عمران)

تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہونے چاہئیں، جو لوگوں کو نیکی کی جانب بلائیں اور نیک کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں۔ وہ لوگ کامیاب ہوں گے، جو یہ کام کرتے ہیں۔

"إذا عملت الخطيئة في الأرض كان من شهدها فكرهها كان كمن غاب عنها ومن غاب عنها فرضيها كان كمن شهدها"(ابوداود۴۳۴۵)

حضرت عرس بن عمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب ایک کسی جگہ گناہ ہوتا ہے اور وہاں لوگ موجود ہوں، جو اس گناہ پر پریشان اور خفا ہوجائیں تو یہ ان لوگوں کی طرح ہیں، جو وہاں موجود ہی نہیں تھے۔ یعنی ان لوگوں سے اس گناہ کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔(جو لوگ وہاں موجود نہ ہوں، مگر اس گناہ پر راضی رہیں تو یہ ان لوگوں کی مانند ہیں، جو یہاں رہتے ہیں۔)یعنی یہ لوگ بھی اس گناہ میں برابر کے شریک ہوں گے۔

"عن ابن جرير، عن جرير قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "ما من رجلٍ يكون في قوم يعمل فيهم بالمعاصي

يقدرون على أن يغيروا عليه فلا يغيروا إلا أصابهم الله بعذاب من قبل أن يموتوا" (ابوداود،۴۳۳۹)

حضرت ابن جریر نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: "کسی قوم یا معاشرے میں کوئی ایسا شخص ہو، جو شریعت کے خلاف کام کرتا ہو، وہ معاشرہ اور لوگ اس کی اصلاح پر قدرت رکھنے کے باوجود اس کی اصلاح نہ کریں تو ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ موت سے پہلے عذاب میں ڈالیں گے۔

"عن أبي هريرة: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال "من دعا إلى هدى، كان له من الأجر مثل أجور من تبعه، لا ينقص ذلك من أجورهم شيأا۔ ومن دعا إلى ضلالة، كان عليه من الإثم مثل آثام من تبعه، لا ينقص ذلك من آثامهم شيأا" (مسلم۲۶۷۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو بندہ لوگوں کو نیکی کی طرف دعوت دے تو اس شخص کو ان لوگوں کے جتنا اجر ملے گا، جنہوں نے اس کی دعوت پر یہ نیک عمل کیا تھا۔ جب کہ نیک عمل کرنے والے کی نیکیوں میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ اور جس نے لوگوں کو کسی گمراہی کی جانب دعوت دی، اس کا گناہ اتنا ہی ہوگا، جتنا اس گناہ کرنے والے کا ہوگا اور ان کرنے والوں کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ (رواہ مسلم)

"عَنْ أَبِي رَافِعٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأَنْ يَهْدِيَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى يَدَيْكَ رَجُلًا خَيْرٌ لَكَ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَغَرَبَتْ" (الطبرانی،۹۲۵)

اگر اللہ تمہارے ہاتھوں ایک بندے کو ہدایت دے تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ پوری کائنات سے بہتر ہے، جس پر سورج نکلتا ہے۔

"عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اوحى الله عزوجل الى جبرئيل عليه السلام ان اقلب مدينة كذا و كذا باهلها فقال يا رب ان فيهم عبدك فلانا لم يعصك طرفة عين قال تعالى اقلبها عليه وعليهم فان وجهه لم يتغير في ساعة قط"

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں علاقے کی جانب منہ کرو۔" جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ "وہاں تو آپ کا فلاں نیک بندہ بھی ہے۔ جس نے پلک جھپکنے جتنی بھی نافرمانی نہیں کی۔" اللہ تعالیٰ کی جانب سے پھر حکم دیا گیا کہ یہ بستی اس بندے سمیت سب پر الٹ دو۔ کیوں کہ اس بندے کا ایک لمحے کے لیے بھی چہرہ میری وجہ سے متغیر نہیں ہوا۔ (البیہقی فی شعب الایمان)

صحافت اور جرنلزم کا فن اسلام کی دعوت کا ایسا ذریعہ ہے، جس سے دنیا کے ہر کونے میں بہت آسانی سے پیغام پہنچایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح صحافت، اخبار، مجلہ، ریڈیو، انٹرنیٹ، فیس بک، ٹویٹر اور دیگر وسائل کے ذریعے حکومتوں کو اسلامی احکامات کے مشورے دیے جا سکتے ہیں۔ جب کبھی حکمرانوں کو کوئی حادثہ پیش آتا ہے اور انہیں کوئی پالیسی یا لائحہ عمل سجھائی نہیں دیتا تو میڈیا کے ذریعے اسلام کے احکام اور راستہ بتا کر ان سے بھرپور تعاون کیا جا سکتا ہے۔ صاحب نظر لوگ اُن سے اپنے مشورے شیئر کرسکتے ہیں۔ قرآن مجید میں شوریٰ کے فرائض کے متعلق آیا ہے: "وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ" (۳۸، سورۃ شوریٰ)

اسی طرح سورہ آل عمران میں ہے: "فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ" (آل عمران،۱۵۹)

مذکورہ آیات میں مشورے کی تاکید کی گئی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی ہے: "حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ مشورے سے مستغنی تھے، لیکن چاہتے تھے کہ مشورے کا اصول ایک سنت کے طور پر قائم رہے۔" امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب حاکم وقت کو کوئی مصیبت پیش آ جائے تو اہل علم اور امانت دار لوگوں کو بلا کر ان سے مشورہ کرے۔"

الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے ظالم حکام کے سامنے کلمہ حق کہنے

کا افضل جہاد بھی کیا جاسکتا ہے۔ جب حکام ظلم کا آغاز کریں تو یہی میڈیا اس کے خلاف بغاوت کے نعرے بلند کرتا ہے۔ حکام وقت کے خلاف حق کی آواز بلند کرنے کی جرأت کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افضل جہاد اسی آواز کو فرمایا ہے۔(المعجم الکبیر للطبرانی)

احکام القرآن جلد 7 ص 302 میں لکھتے ہیں: ''والجهاد بالنفس على ضروب منها الخروج بنفسه ومباشرة القتال ومنها بيان ما افترض الله من الجهاد وذكر الثواب الجزيل لمن قام به والعقاب لمن قعد عنه ومنها التحريض والأمر ومنها الإخبار بعورات العدو وما يعلمه من مكايد الحرب وسداد الرأي وإرشاد المسلمين إلى الأولى والأصلح في أمر الحروب......''

جہاد بالنفس کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ خود براہ راست جہاد میں حصہ لے۔ دوسرا یہ کہ جہاد کے فضائل کے حوالے سے بھی تارکین جہاد کو تقریر اور وعظ کرے۔ تیسری قسم یہ ہے کہ لوگوں کو جہاد پر ابھارے اور شوق، ترغیب دلائے۔ اس میں یہ بھی شامل ہے کہ دشمن کے خفیہ راز، جنگی پلان اور نقشے مجاہدین تک پہنچائے۔ مضبوط رائے سے مجاہدین کو ضروری مشورے دے۔ مسلمانوں کو جہاد اور جنگ کے متعلق اچھا راستہ دکھائے۔ ان کی رہنمائی کرے۔

آج دنیا میں لسانی اور جرنلسٹک جہاد کی جانب بلانا دعوت کے ذریعے انتہائی آسان ہوگیا ہے۔ سب سے آسان ذرائع برقی ذرائع ابلاغ ہیں۔ جہاں چند سیکنڈوں میں ہر بات دنیا کے کونے تک پہنچ جاتی ہے۔ یہی مطبوعاتی اور برقی سوشل ذرائع ہیں، جن سے مجاہدین کی فتوحات اور کامیابی کی ہر تازہ خبر اور واقعہ چند سیکنڈوں میں مشرق سے مغرب تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ اسی سے جہاد کو ایک فریضے کے طور پر لوگوں سے منوایا جا سکتا ہے۔ صحافتی ذرائع یہ کام بہت آسانی اور خوبی سے کرسکتے ہیں۔ اسی طرح اسلام کا ایک اور فریضہ "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" جتنا آج صحافت کی وجہ سے آسان ہو گیا ہے، اتنا کسی اور ذریعے سے ممکن نہیں ہے۔ علماء اور مسلمان صحافی اپنی دینی اور اصلاحی تحریروں کی اشاعت سے یہ کام لے سکتے ہیں۔ معاشرے کو منکرات سے پاک کرسکتے ہیں۔ اس اہم دینی کام کو سرانجام دینے کے لیے اسلامی میڈیا کے مفید کردار سے سب واقف ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد ہے: "كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ" (۱۱۰ آل عمران)

اس کے علاوہ اگر کسی اور کو نیکی کا حکم دیا جائے تو خود کو بھی نہ بھولیں۔ ورنہ اس وعید کے تحت ہم بھی آجائیں گے کہ: عَنْ أُسَامَةَ (رض) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ، فَيَدُورُ كَمَا يَدُورُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُولُونَ: أَيْ فُلَانُ، مَا شَأْنُكَ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ: كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آتِيهِ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ" (بخاری ۳۲۶۷)

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ سے ہم نے سنا کہ "قیامت کے روز ایک شخص کو لاکر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ اس کی انتڑیاں بہت جلد باہر نکل آئیں گی۔ وہ گدھے کی طرح اپنی انتڑیوں کو روندے گا۔ دوزخی اس کے گرد جمع ہو کر کہیں گے کہ "اے فلاں! تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ کیا تم نہیں تھے، جو ہمیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے تھے؟" وہ کہے گا کہ "ہاں، مَیں تمہیں تو نیکی کا حکم دیتا تھا، مگر خود عمل نہیں کرتا تھا۔ تمہیں برائی سے روکتا تھا، مگر خود نہیں رُکتا تھا۔[اللہ تعالیٰ اس انجام سے بچائے]

مختصر یہ کہ صحافت اسلام کی دعوت، معاشرتی برائیوں کی روک تھام اور معاشرے کی اصلاح سمیت دیگر علمی اور رفاہی کاموں کی انجام دہی میں بہت مؤثر کردار ادا کرسکتا ہے۔ اس کا اثر بہت زیادہ ہے۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ صحافت کو اسلام میں بہت بڑا مقام حاصل ہے۔ اسلام ایسے ذرائع ابلاغ کو منبر ومحراب کے بعد بہت سنجیدہ مقام دینے کا قائل ہے۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ایک مسلمان صحافی کو چاہیے کہ اس فن کے ذریعے اسلام کی صحیح تصویر پیش کرے اور مغرب کی دسیسہ کاریوں کا راستہ روکے، وہ جن کے ذریعے اسلام کا اصل چہرہ مسخ کر رہے ہیں۔ نوجوان نسل کو گمراہی کے راستے پر لگا رہے ہیں۔

مسلمان صحافی کی صفات

مفتی ابو ماریہ

مغربی افکار اور ان سے متاثر ہونے والے اذہان صحافت کا مقصد یوں بیان کرتے ہیں: "صحافت کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو معلومات بہم پہنچائی جائیں۔ان کی ذہنی صلاحیتوں کو ابھارا جائے۔انہیں مستقبل کے بارے میں رہنمائی فراہم کی جائے۔"یوں تو مذکورہ تعریف صحافت کے مفہوم پر پورا اترتی ہے، لیکن یہ تعریف اب صرف تعریف کی حد تک ہی رہ گئی ہے۔ عملی طور پر اس کا کوئی نمونہ کہیں نظر نہیں آتا۔کیوں کہ مغرب میں مذکورہ مقاصد کے ساتھ صحافی کی دو بڑی ذمہ داریاں ہیں: ایک ملکی اور دوسری غیر ملکی۔ملکی ذمہ داری یہ ہے کہ اپنی قوم کی رہنمائی، ترقی، اتحاد اور ان کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرے۔دوسری یہ ہے کہ: دنیا کو مغربی جمہوریت اور کلچر کا درس دے۔اسلام کے مقابلے میں میڈیا کے محاذ پر اس جنگ کو جاری رکھے۔لوگوں کو ذہنی ٹینشن میں مبتلا کرے۔ان کے حوصلے پست کرے۔ان کے درمیان اختلافات کو ہوا دے۔مختصر یہ کہ مغرب نے انفرادی طور پر اسلام کے خلاف ایک خاص جنگ چھیڑ رکھی ہے۔اگر وہ چاہے تو کسی شخص یا معاشرے پر اپنی مرضی کا کوئی بھی لیبل لگا سکتے ہیں۔ظالم کو مظلوم اور مظلوم کو ظالم قرار دے سکتے ہیں۔ اسرائیل کے مظالم سے ساری دنیا واقف ہے۔اسے کس طرح عدل و انصاف اور تمدن کے علم بردار کہا جاتا ہے؟! دوسری جانب مظلوم فلسطینی عوام کو جابر، غاصب اور انسان دشمن کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ افغانستان میں بھی یہی صورت حال ہے۔اپنے وطن کا دفاع کرنے والے حقیقی مجاہدین دہشت گرد ہیں اور ہزاروں کلومیٹر دور سے آئے ہوئے مغربی خون خوار درندے امن کے علم بردار اور انسانیت کے خیر خواہ بن گئے ہیں۔انہوں نے ملک کے اندر اور باہر مختلف میڈیا چینلز، ویب سائٹس، ریڈیوز، اخبار اور سیکڑوں اینکر پرسنز اس کام پر لگا دیے ہیں۔

مذکورہ بحث سے آپ کو م مغربی دنیا کی صحافت کا مکروہ چہرہ معلوم ہوگیا ہوگا۔اب ہم مسلمان صحافی کا ہدف، اس کی ذمہ داریاں اور اس کی حیثیت مختصر طور پر بیان کریں گے: ایک مسلمان صحافی کا ہدف یہ ہے کہ واقعات، حادثات اور خبریں اس طرح پیش کرے، جو معاشرہ کو بھلائی کی طرف لے جائے۔وہ انسانیت کی فلاح، امن اور معاشرتی تمدن کے لیے اپنی صلاحیتیں بروئے کار لائے۔مسلمان صحافی کی سب سے بڑی اور انفرادی خصوصیت یہ ہونی چاہیے کہ مغربی صحافیوں کی طرح ظلم وجبر اور باطل کی حمایت نہ کرے، بلکہ وہ ایک سچے اور دین دار مسلمان کی طرح اپنے عمل اور عقیدے کی بنیاد پر اسلامی احکام کا پابند ہو۔اسے معاشرے میں ایک معلم، داعی، مجاہد اور اصلاح کار کی صفات سے لوگوں کے دلوں میں جگہ بنانی چاہیے۔جو خوبیاں ایک مسلمان صحافی کو جس مقام تک پہنچاتی ہیں اور اس کی زندگی کے لیے ضروری ہیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1... خلوصِ نیت:

ایک بے باک مسلمان صحافی کو راہِ حق بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ظاہر بات ہے کہ وہ یہ مشکلات نفسانی خواہشات، دولت کی ہوس یا کسی سے داد وصول کرنے کی غرض سے برداشت نہیں کر رہا، بلکہ اپنے رب کی رضا کے لیے برداشت کر رہا ہے۔اسے ساری زندگی اجر و ثواب کی امید میں رہنا چاہیے۔''وما امروا الالیعبدوالله مخلصین له الدین''

انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں اوران کے تمام

اعمال صرف اللہ کی رضا کے لیے ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "انما الاعمال بالنیات"

اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

2... شہرت اور ریاکاری سے اجتناب:

مسلمان صحافی جو نشریات پیش کرتا ہے، وہ معاشرے کی فلاح اور بھلائی کے لیے ہونی چاہئیں۔ اس کا مقصد شہرت نہ ہو۔ یہ قلمی جہاد کہلاتا ہے اور جہاد میں شہرت اور ریاکاری ناجائز ہے۔ اس سے مجاہد ثواب سے محروم رہتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہے: "فَاعِلُ رِیَاءٍ لَیْسَ لَهُ ثَوَابٌ فِي الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا الْوَیْلُ"

ریاکار کو دنیا اور آخرت میں کوئی ثواب نہیں ملے گا، بلکہ اسے عذاب دیا جائے گا۔

3... حقائق سے پردہ اٹھانا:

قرآنِ کریم میں واضح طور پر اس طرف اشارہ کیا گیا ہے: "ولا تکتموا الشهادة" آپ جو چیز دیکھیں، اسے بیان کریں اور نہ چھپائیں۔

4... واقعات اور اخبار میں عدم تحریف:

اس بارے میں قرآنِ پاک میں ارشاد ہے: "ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق"

یعنی حق کو باطل کا لباس مت پہناؤ اور نہ حق کو باطل کی طرح پیش کرو۔

5... عدل و انصاف کے لیے جدوجہد:

اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے: "یا ایها الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط" اس آیت کا مفہوم یہی ہے کہ ظالم اور مظلوم کے درمیان فرق، ظلم و سربریت کی روک تھام، عدل کی فراوانی اور انصاف کے لیے قربانی ایک مسلمان صحافی کی صفات میں شامل ہے۔

6... حمایت اور مخالفت سے اجتناب:

ایک مسلمان صحافی کا کردار عظیم جہادی عمل ہے۔ جہاد اللہ کی رضا کے لیے کیا جاتا ہے۔ اس سے کسی شخص کی ناراضگی یا اس کی خوشی سے مجاہد کو کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ اس کا کسی کی حمایت یا مخالفت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے: "یجاهدون فی سبیل الله ولا یخافون لومة لائم"

وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ البتہ مصالح پر نظر رکھنی چاہیے۔

7... حق کی حمایت:

مسلمان صحافی کو ہمیشہ معاشرے میں حق کا ساتھ دینا چاہیے۔ کیوں کہ مسلمان عقیدے کے لحاظ سے بھی اس بات کا مکلف ہے حق ہی کی حمایت کرے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: "تعاونوا علی البر والتقوی" نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔

8... حق پر سودے بازی نہ کرنا:

مسلمان صحافی کا ایمان مضبوط ہونا چاہیے۔ ایک مجاہد کی طرح اپنے عقیدے کا دفاع کرنے والا ہونا چاہیے۔ حق کا داعی ہونا چاہیے۔ وہ اللہ کی طرف سے اس بات پر مکلف ہے: "ولا تشتروا بعهد الله ثمنا قلیلا"

اللہ کے ساتھ کیے گئے وعدوں پر سودے بازی نہ کرو۔

9... واضح پیغام پہنچانا:

مسلمان صحافی ایک داعی کی حیثیت سے معاشرے کے لیے واضح پیغام رسانی کا مکلف ہے۔ معاشرے تک حق کا پیغام بہت واضح انداز میں پہنچائے: "وما علی الرسول الا البلاغ المبین"

اور رسول پر واضح پیغام پہنچانا ہے۔

10... حکمت اور بصیرت:

مسلمان صحافی کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ جب وہ معاشرے میں پیغام رسانی کا فریضہ اصلاح کی نیت سے سر انجام دے رہا ہو تو اس کا پیغام حکمت و بصیرت کا نمونہ ہونا چاہیے: "ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة"

اللہ کے راستے پر لوگوں کو تدبیر اور اچھی نصیحت سے دعوت دو۔

11... خبر کی تحقیق:

مسلمان صحافی معاشرے کا ایک سچا قاصد ہوتا ہے، اسی لیے اس کی ذمہ داری ہے کہ خبر کی اچھی تحقیق کیے بغیر اسے آگے نہ پھیلائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا"

اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کیا کرو۔

12... خبر کی اہمیت:

مسلمان صحافی کی ذمہ داریوں میں ایک یہ بھی ہے کہ اس کا پیغام، تحریر، خبریں اور دوسری نشریات سے معاشرے میں خیر کا کوئی پہلو برآمد ہوتا ہے تو اسے آگے پھیلائے۔ اگر اس سے معاشرے میں بگاڑ اور فساد کا اندیشہ ہو تو پھر ایسے مواد کی تشہیر سے گریز کیا جائے: ''عن أبي هريرة، أن رسولَ الله صلَّى الله عليه وسلم قال: ستكونُ فِتنةٌ صمّاء بكماء عمياء، مَنْ أشرَفَ لها استشرفَتْ له، وإشرافُ اللسانِ فيها كوقوعِ السيفِ'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت جلد ایک گونگا، بہرہ اور اندھا فتنہ ظاہر ہوگا، جو اس کا سامنا کرے گا، وہ اس کے سامنے ظاہر ہوگا اور زبان کا استعمال تلوار کی طرح سمجھا جائے گا۔

13... عزت نفس کا خیال:

مسلمان صحافی کو ان امور سے اجتناب کی ضرورت ہے، جن سے کسی مسلمان کی عزت نفس مجروح ہوتی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "عن أبي هريرة، قال: قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم: كُلُّ المسلمِ على المُسلمِ حرام: مالُهُ وعِرضُهُ، ودَمُهُ، حسبُ امرئٍ من الشرِّ أن يحقِرَ أخاهُ المُسلمَ"

ہر مسلمان کا مال، عزت اور خون دوسرے مسلمان کے لیے حرام ہے۔ ایک مسلمان کے شریر ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ دوسرے مسلمان کو حقیر کو جانے۔

14... جرأت:

حق بات یا رائے کو کہنے کی جرأت کرنا مسلمان صحافی کی صفات میں سے ہے: ''عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لا يَحْقِرْ أَحَدُكُمْ نَفْسَهُ ''قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، كَيْفَ يَحْقِرُ أَحَدُنَا نَفْسَهُ؟ قَالَ: يَرَى أَمْرًا، لِلَّهِ عَلَيْهِ فِيهِ مَقَالٌ، ثُمَّ لَا يَقُولُ فِيهِ، فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مَا مَنَعَكَ أَنْ تَقُولَ فِي كَذَا وَكَذَا؟ فَيَقُولُ: خَشْيَةُ النَّاسِ، فَيَقُولُ: فَإِيَّايَ كُنْتَ أَحَقَّ أَنْ تَخْشَى''

آپ میں سے کوئی بھی اپنے آپ کو حقیر نہ سمجھے۔ صحابہ نے پوچھا کیسے؟ اپنے آپ کو حقیر نہ سمجھے یا رسول اللہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک بات آپ دیکھیں گے اللہ کے لیے بولنے کا موقع ہوگا اور آپ نہیں بولیں گے تو اللہ قیامت کے دن فرمائیں گے: کیا وجہ تھی کہ اس بات کے بارے میں کچھ نہیں کہا؟ یہ بندہ کہے گا کہ لوگوں کے خوف سے میں کچھ نہیں کہہ سکا تھا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ حق بات پر تو تمہیں صرف میرا خوف لاحق ہونا چاہیے تھا۔

15... علم اور اصلاح:

مسلمان صحافی کو ایسی خبریں اور مضامین سے اجتناب کرنا چاہیے، جو لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف ابھارنے کا باعث ہوں یا جس سے غیر انسانی یا غیر اسلامی افکار کا پرچار ہوتا ہو، بلکہ اپنی ہر رپورٹ اور خبر کا اچھی طرح تجزیہ کرے کہ وہ علمی اور اصلاحی ہو۔ کیوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''كنتم خير امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر''

تم بہترین امت ہو، جو لوگوں کی اصلاح کے لیے نکالے گئے ہو، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔

16... بیان کی قدر:

اسی طرح مسلمان صحافی کے صفات میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس کا بیان گالم گلوچ، بے جا تنقید اور ہر قسم کی بری باتوں سے پاک ہو۔ اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے: ''ولا تقربوا الفواحش ما ظهر منها وما بطن''

رکھے۔ البتہ وہ جو لوگ کفار ہوں یا کفار کے مددگار

ہے: ''من عير اخاه بذنب لم يمت حتى يعمله''

ہو جائے

گناہ کے قریب بھی نہ جاؤ ظاہر ہو یا باطن۔

17... حسن ظن:

جس طرح ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی غیبت کی اجازت نہیں ہے، اسی طرح صحافیوں کو بھی غیبت، بے جا تجسس اور توہین سے دور رہنا چاہیے۔ ہر مسلمان کے بارے میں حسن ظن سے ہی کام لینا چاہیے۔ جب تک ممکن ہو اپنے مسلمان بھائی کے عیبوں پر پردہ ڈالتا رہے۔ اگر ضرورت پڑے تو اچھے طریقے سے سمجھایا جائے: "یا ایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم"

اے ایمان والو! زیادہ گمان کرنے سے بچو، کیوں کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

"اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا النساء"

ان کے دلوں کی بات اللہ جانتا ہے۔ تم اُن سے چشم پوشی کرو اور انہیں سمجھا دو ان کے معاملہ میں اُن سے واضح بات کہو۔

18... حالات حاضرہ سے باخبر:

مسلمان صحافی حالات سے باخبر اور ہر وقت حالات کا جائزہ لیتا رہے۔ کیوں کہ کبھی کبھار اس کی تھوڑی سی غفلت اس کے لیے بڑی خجالت کا سبب بن سکتی ہے: "فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ"

پھر اپنے کیے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔

19... مذاق اڑانے سے اجتناب:

مسلمان صحافی کی خوبی یہ بھی ہونی چاہیے کہ کسی مسلمان کا مذاق نہ اڑائے: "یا ایھا الذین آمنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکون"

اے ایمان والو! ایک گروہ دوسرے گروہ کا مذاق نہ اڑائے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تم سے بہتر ہو۔

اسی طرح ایک مسلمان کی خبر اور رپورٹ لغو باتوں، کسی کی تکلیف کا باعث بننے والے الفاظ سے پاک ہو۔: "وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ"

اور انہیں گالی نہ دو، جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کہ زیادتی اور جہالت کی وجہ سے وہ اللہ کی شان میں بے ادبی کریں گے۔

حدیث شریف میں ہے: "سب المسلم فسوق"

مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔

21... طعن و تشنیع سے اجتناب:

مسلمان صحافی کو اپنی عزت کے پیش نظر ایک عام مسلمان کی طرح اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ کسی مسلمان کو طعنہ نہ دے۔ اس کی عزت نفس کا خیال رکھے۔ البتہ وہ جو لوگ کفار ہوں یا کفار کے مددگار ہوں، ان کے ساتھ اس قسم کا رویہ اپنی حدود میں جائز ہے: "من عیر اخاہ بذنب لم یمت حتی یعملہ"

اگر کسی شخص کو اس کے گناہ کا طعنہ دیا تو اس وقت تک نہیں مرے گا، جب تک وہ خود اس میں مبتلا نہ ہو جائے۔ دوسری حدیث میں ہے: "المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ"

مسلمان وہ ہے، جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔

22... گفتگو اور تحریر میں نرم مزاجی:

مسلمان صحافی کو اپنی تحریروں، خبروں اور تجزیوں میں نرمی اختیار کرنی چاہیے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ایک شخص کی گفتگو میں تمام خوبیاں موجود ہوتی ہیں، لیکن جب بات میں سختی آتی ہے تو اس کا اثر اس کی تحریر اور تحقیق پر بھی پڑتا ہے: "فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى"

تُو اس سے نرم بات کہنا، اس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا کچھ ڈرے۔

یہ مسلمان صحافی کے منفرد اوصاف تھے۔ اگر اس کے علاوہ کوئی شخص مغربی جمہوریت یا وہاں کی صحافت کی بات کرتا ہے تو ان میں یقیناً یہ صفات معدوم ہوں گی۔ کیوں کہ یہ وہی مکروہ، پُرفریب، جھوٹے اور جابر چہرے ہیں، جو کسی لحاظ سے انسانی اور اخلاقی اقدار پر پورا نہیں اترتے۔

★★★

مولوی عبد الہادی مجاہد

ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے عصر حاضر کے طاقت ور اور مغرور ممالک کے زوال کے لیے افغانستان کا خصوصی انتخاب کیا ہو۔ کیوں کہ انگریزوں کے زوال کی ابتداء بھی یہاں سے ہوئی تھی، سوویت یونین کا غرور بھی افغانستان کے کہساروں میں دفن ہوا تھا اور اب امریکا کی رہنمائی میں مغربی ممالک کی فوجی قوت کے زوال کا حشر بھی پوری دنیا نے دیکھ لیا ہے۔ مغربی اتحاد کے تمام ممالک جیسے امریکا، کینیڈا، برطانیہ، فرانس، اٹلی، جرمنی، ہالینڈ، سپین، آسٹریلیا اور دوسرے اتحادی ممالک نے یکے بعد دیگرے اپنی افواج کو امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے تباہ کن حملوں کے بعد افغانستان سے نکال لیا ہے۔ گزشتہ تیرہ سالوں میں امارت اسلامیہ کس طرح ایک بڑی اور جدید اسلحے سے لیس فوجی قوت سے نبرد آزما رہی ہے۔ کس طریقے سے یہ مسلح جدوجہد آگے بڑھتی رہی ہے؟ اور کس طرح اپنی صف اور عوام میں اس فوجی طاقت کے خلاف لڑنے کا جذبہ پیدا کیا؟ جب کہ ملکی اور غیر ملکی افواج سمیت چھ لاکھ مسلح افواج ہمارے دشمن تھے۔ کس طرح ملکی اور غیر ملکی سازشوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی صف کو کمزور ہونے اور اس میں اختلاف پیدا ہونے کا راستہ روکا۔ آئے دن مجاہدین کی صفیں مضبوط ہوتی رہیں؟ ان تمام عوامل کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی نصرت اور ایک مضبوط، منظم، جہادی نظم وضبط اور مجاہدین کی مخلصانہ جدوجہد کار فرما ہے۔ جس نے اس جہادی قافلے کو فکری، فوجی، معاشی اور سیاسی لحاظ سے دشمن کے مقابلے میں ایک متحرک اور فعال قوت کے طور پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس غیر متوازن جنگ میں ایک چھوٹی اور کمزور قوت کو ایک عالمی قوت کے مقابلے میں کامیابی کی دہلیز پر پہنچایا۔ مجموعی طور پر امارت اسلامیہ کے جہادی معاملات کی کچھ انفرادی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

1... شریعت کی پابندی اور اسلام کی دعوت:

طالبان کی پوری تحریک اور امارت اسلامیہ کے نظام حکومت کی پہلی سیڑھی شریعت کا نفاذ اور زندگی کے تمام شعبوں میں اس پر عمل ہے۔ طالبان نہ کسی بین الاقوامی فوجی قوت کے حمایت یافتہ ہیں، نہ ایک مضبوط معاشی قوت کے مالک ہیں اور نہ ایک لمبی سیاسی جدوجہد کے نتیجے میں برسر اقتدار آئے ہیں۔ قومیت کا نعرہ بلند کرتے ہیں کہ کسی خاص قوم یا قبیلے کی حمایت کو ان کی طاقت قرار دیا جائے نہ انہیں کسی بین الاقوامی فوجی اتحاد کی رکنیت حاصل ہے، جس کی بنا پر اس فوج کو ان کی قوت قرار دیا جائے۔ وہ فوجی لحاظ سے ایسی منظم اور فوجی اصولوں کے مطابق تربیت یافتہ اور مسلح فوج بھی نہیں رکھتے، جس کی بنیاد پر اپنی بقا اور اقتدار کا راستہ

ہموار کر رہے ہیں، بلکہ طالبان کی تحریک کا آغاز اور اس کے قیام کے مراحل ہر شخص نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ جو ایک پُر جوش دینی جذبے اور افغانی روایات کے تحت وجود میں آئی ہے۔ جس کی رہنمائی سابق جہاد کے تجربہ کار اور اہل بصیرت علماء کے سپرد تھی۔ ان میں شامل افراد مدارس کے نوجوان طلباء تھے، جو ایک مضبوط دینی جذبے اور شعور کے تحت اس قافلے میں شامل ہوئے تھے۔ بیس سال کی مسلسل جدوجہد اور مختلف مراحل طے کرنے کے بعد فکری، سیاسی، اجتماعی اور فوجی لحاظ سے یہاں تک پہنچے کہ اعلیٰ بصیرت، صبر، بہادری اور ایمانی قوت سے امریکا سمیت ایک بین الاقوامی فوج کا مقابلہ کر کے اسے افغانستان سے بھاگنے پر مجبور کیا۔ طالبان کی دینی اور شرعی حیثیت تمام مسلمانوں کو اچھی طرح معلوم ہے۔ اسی نسبت کی بنا پر پوری قوم طالبان کی حمایت کرتی رہی ہے۔ انہیں ایک فدا کار اور مخلص فوج فراہم کی ہے۔ اسی دینی جذبے نے انہیں ہر محاذ پر لڑنے کے قابل بنایا ہے۔

ہر حال میں شریعت کے نفاذ کی جدوجہد اور اس کی بنیاد پر نظامِ حکومت کا قیام، غیر اسلامی نظریات سے اجتناب اور شریعت کے مقابلے میں بنائے گئے قوانین کا خاتمہ امارت اسلامیہ کی وہ انفرادی خصوصیات ہیں، جن کی وجہ سے یہ تحریک دنیائے اسلام کی نظر میں ایک سچی اور مخلص اسلامی تحریک کے طور پر دیکھی جاتی ہے۔ جس نے مسلمانوں کو اس عصر حاضر کے کفریہ نظام سے نجات دلا کر ایک پُر امن اور خوش حال اسلامی معاشرہ تشکیل دیا ہے، جو اسلام کے لیے فوجی اور سیاسی لحاظ سے ایک مثالی نمونہ بن گیا ہے۔ 20ویں صدی کے آغاز سے ہی اسلامی دنیا میں بہت سی جماعتیں اور تحریکیں اسلامی ناموں کی بنیاد پر بنائی گئیں، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ تحریکیں اپنے اسلامی تشخص کو برقرار نہ رکھ سکیں، بلکہ مختلف نعروں اور منصوبوں کے تحت سیاسی، معاشی اور فوجی میدان میں کمیونیزم، جمہوریت اور قومیت کی علم بردار بن گئیں اور بدلے میں مسلمانوں کے اعتماد اور حمایت سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ خود بھی ان کفریہ نظریات کے سامنے ڈھیر ہو گئیں، جن کے نتیجے میں جمہوریت اور مغرب پرست یا دوسری نیشنلسٹ تنظیمیں وجود میں آئی ہیں۔ طالبان کی قوت کا راز یہی ہے کہ وہ صرف اسلام پر ہی ڈٹے رہے ہیں۔ اسلام کے علاوہ کسی بات پر سمجھوتہ نہیں کرتے ہیں۔ مادی اور سیاسی مفادات کی خاطر اسلامی اصولوں سے ایک قدم پیچھے نہیں ہٹتے ہیں۔ جس کے لیے اب تک لاکھوں شہداء کی قربانی دی جا چکی ہے۔ اگر خدانخواستہ طالبان بھی مغربی افکار اور سیاست کو تسلیم کریں یا ان ہی کے سائے تلے حکومت میں شامل ہو جائیں تو پھر ان میں اور حکومت میں شامل ان نام نہاد مسلمان جماعتوں میں کیا فرق باقی رہ جاتا ہے، جو آج جمہوریت کے سائے میں سیکولر جماعتوں کے ساتھ اتحاد کیے ہوئے ہیں۔ وہ اُن حکومتوں کا حصہ ہیں، جنھوں نے جہاد اور مجاہدین کے خلاف عالمی سطح پر جنگ کا اعلان کیا ہے۔

2... جہادی حل پر یقین اور دشمن کے ساتھ بات چیت سے انکار:

امارت اسلامیہ کے نظام کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ درست تبدیلی کے لیے دعوت کے ساتھ جہادی حل پر یقین رکھتی ہے۔ اس معاملے میں اب تک کوئی کمزوری نہیں دکھائی ہے۔ طالبان نے دنیائے اسلام میں برسرپیکار اس دور کی تمام جہادی تنظیموں اور تحریکوں کے ناکام تجربات سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ جب تک نظام حکومت کی ڈور صالح اور نیک افراد کے ہاتھ نہیں آتیں، حکومت اسلام کی بنیاد پر نہیں بنائی جاتی، تب تک مثبت تبدیلی محض خواب ہی رہے گی۔ یہ سبق ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور تبدیلی لانے والے اسلاف کی زندگیوں میں واضح طور پر دکھائی دیتا ہے۔ گزشتہ صدی میں بھی بہت سی تنظیموں اور تحریکوں نے مسلح جہاد کے بجائے دعوت، سیاست، تعلیم اور معاشی اصلاحات کے ذریعے تبدیلی لانے کی کوششیں کی، جماعتیں تشکیل دی گئیں، لاکھوں وسائل بروئے کار لائے گئے، جمہوری نظام میں شامل ہوئے، سیکولر جماعتوں اور مغربی حمایت یافتہ حکمران جماعتوں سے اتحاد کیا، لاکھوں ڈالر کے اخراجات اور زندگی کا ایک بڑا حصہ برباد کر گئے، لیکن اب تک نہ عوام کی زندگیوں میں تبدیلی لا سکے اور نہ سیکولر نظام میں تبدیلی لا سکے۔ بلکہ خود ہی جمہوری اور سیکولر بن گئے۔ کیوں کہ وہ ان مطلق العنان اور شدت پسند قوتوں کی طرح اسلامی نظام کا نفاذ صرف نصیحتوں اور اصلاح کے ذریعے لانا چاہتے تھے۔ ان حالات میں غیر مسلح جدوجہد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کیوں کہ وہ صرف اور صرف طاقت کی زبان سمجھتے ہیں۔ اگرچہ طالبان فکری لحاظ سے استاد سید قطب کی فکر کے وارث نہیں ہیں، لیکن عملی میدان میں ان کے اس قول پر اچھی طرح عمل پیرا ہیں کہ موجودہ فاسد اور جاہل نظام میں دعوت اور اصلاحی کوششوں سے تبدیلی نہیں لائی جا سکتی، بلکہ ان فاسد نظاموں کا بالکل قلع قمع کر دینا ہی بہتر ہے۔ ان کی باقیات کو بھی دور پھینک دینا چاہیے۔ اس کی جگہ اسلامی بنیادوں پر اسلامی عقیدے اور تصور کی روشنی میں ایک نیا نظام بنایا جائے، کیوں کہ یہ تمام نظام کسی حال میں بھی قابلِ اصلاح نہیں ہو سکتے

اور نہ ہی شرعی اصلاحات کو قبول کرتے ہیں۔

طالبان نے بھی ایک مثبت تبدیلی کے لیے دعوت اور جہاد کا نبوی راستہ اختیار کیا ہے، کٹھ پتلی اور سیکولر غلاموں سے اتحاد کیا ہے اور نہ امریکا کی سربراہی میں صلیبی اتحاد کے درجنوں ممالک کی پرواہ کی ہے۔ اپنے اصولوں سے پیچھے ہٹے ہیں اور نہ اسلامی اصولوں کے خلاف دشمن سے بات چیت پر تیار ہوئے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی جدوجہد میں برکت عطا فرمائی اور ان کے ہاتھوں ایسے دشمن کو شکست دی، جس سے ساری دنیا خوف میں مبتلا تھی۔ طالبان کی فوجی اور سیاسی افہام و تفہیم نے یہ ثابت کیا ہے کہ مدارس اور منبر و محراب کے فرزندوں کی منصوبہ بندی مغرب پرستوں اور صلیب کے پجاریوں کی منصوبہ بندی سے نہایت ہی منظم ہے۔ یہ روشن خیال طبقہ اصل میں مغرب کے کفریہ نظریات کے اندھیروں میں بھٹک کر اپنا راستہ بھول گیا ہے۔ دعوت اور جہاد کے نبوی منہج پر استقامت اور امت مسلمہ کے نوجوان نسل کو اسلام کے لیے اپنا تن من اور دھن قربان کرنے پر آمادہ کرنا امارت اسلامیہ کی ایک اور خصوصیت ہے۔ دنیا کی دوسری جہادی تنظیمیں بھی امارت اسلامیہ کی پالیسی کو سامنے رکھ کر اپنا لائحہ عمل طے کریں گی۔ کیوں کہ اس طریقے کی افادیت دوسرے اسلامی ملکوں میں بھی عملی طور پر ثابت ہو چکی ہے، جس سے بہت سی طاغوتی قوتوں کے اقتدار کو خطرات لاحق ہو گئے ہیں۔

3...خاندانی اور فرد واحد کی اجارہ داری سے پاک:

طالبان کی تحریک کے نظم وضبط کی ایک منفرد خوبی یہ ہے کہ یہ تحریک کسی خاص فرد، قوم یا علاقے تک محدود نہیں ہے اور نہ اس تحریک میں خاص خاندانوں کا غلبہ ہے، جو تمام سرخ و سپید کے مالک بنے ہوں۔ امارت اسلامیہ میں پشتون، ازبک، تاجک، بلوچ، نورستانی اور مختلف اقوام کے لوگ موجود ہیں، جس کی وجہ سے یہ تحریک پورے افغانستان میں پھیل گئی ہے۔ گزشتہ دہائیوں میں دنیا کے کئی اسلامی ممالک میں بہت ہی منظم اسلامی تحریکیں اور جماعتیں موجود تھیں، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ اسلامی اصولوں پر ڈٹ جانے کے بجائے مخصوص اشخاص اور خاندانوں کے گھر کی لونڈی بن کے رہ گئیں، جس کی وجہ سے معاشرے میں ان کی مقبولیت کم ہو گئی اور عوام کی ایک بڑی طاقت کی حمایت سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ سابقہ جہاد کے دور میں بننے والی تنظیمیں اور ہمسایہ ممالک میں کچھ اسلامی جماعتیں اس کی واضح مثال ہیں، لیکن طالبان نے اس معاملے میں بڑے تحمل سے کام لیا اور کبھی بھی خود کو کسی خاص خاندان یا قبیلے کا فرد ظاہر نہیں کیا۔ ہر اس شخص کے لیے تحریک میں شامل ہونے کا راستہ کھلا ہے، جو اعلائے کلمۃ اللہ اور جہادی جذبے سے سرشار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چودہ سالہ طویل جنگ میں کسی حال میں بھی اور کسی وقت بھی امارت اسلامیہ کو افراد کی کمی کا سامنا نہیں کرنا پڑا، بلکہ جتنے بھی مجاہدین کمانڈر شہید ہوئے یا جیلوں میں ڈالے گئے، نتیجے میں اس سے زیادہ افراد تحریک میں شامل ہوئے۔ بدخشان سے ہلمند اور ہرات سے ننگرہار تک اس تحریک میں مجاہدین کے ساتھ افراد کی کمی کا مسئلہ آج تک محسوس نہیں کیا گیا۔ کیوں کہ امارت میں ذات پات اور قبیلے کا کوئی تصور نہیں ہے۔

> جب تک روس اور کمیونزم کے خلاف ہماری صفیں دینی بنیادوں پر استوار تھیں تو مسلمان اس جنگ کو جہاد سمجھ کر ہر قسم کے تعاون کے لیے تیار رہتے تھے، لیکن جب رہنماؤں نے اپنے غلط سیاسی اقدامات سے اس تحریک کی جہادی حیثیت ختم کی اور ذاتی مفادات کی خاطر اسلام دشمن نیٹ ورکس سے روابط بڑھا لیے تو اس سے نہ صرف اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلامی نظام کے نفاذ سے محروم رکھا، بلکہ یہ نام نہاد جہادی کمانڈرز اور ان کے ساتھی جرائم پیشہ، سیکولر اور مغربی حمایت یافتہ اسلام دشمن صف میں جا کھڑے ہوئے۔ بڑی بے شرمی سے مغربی اور دشمنوں کے خلاف لڑنے والے مجاہدین کے خلاف امریکی فوجیوں سے اتحاد کیا اور ان کی مفادات کی خاطر کھلونوں کی طرح استعمال ہوتے رہے۔

4...تنظیمی اختلاف کا نہ ہونا:

جن تحریکوں اور تنظیموں کی بنیاد افکار اور نظریات کے بجائے اشخاص پر رکھی جائیں، جن کی قیادت کو صرف اپنے مفادات سے ہی غرض ہو، اس کے نتیجے میں کینہ، بغض اور اختلافات جنم لیتے ہیں۔ جب کہ جن تنظیموں کی بنیاد افکار و نظریات پر ہو اور ان کی قیادت میدان جنگ میں موجود ہو، وہاں اس قسم کی صورت حال پیش نہیں آتی۔ طالبان کی قیادت خود میدان جنگ میں موجود ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طالبان کے 80 فیصد رہنماؤں نے اپنے جسم پر زخم کھائے ہیں۔ جسم کے کئی عضو علیحدہ ہو چکے ہیں۔ اپنے خاندانوں کے کئی افراد اس راہ میں قربان کروائے ہیں۔ اس تنظیم کے افراد جب اپنے رہنماؤں کی ان قربانیوں کو دیکھتے ہیں تو ان کے حوصلے بلند ہو جاتے ہیں۔ طالبان کی صف میں کمانڈر ہونا ایک منصب اور غنیمت نہیں، بلکہ موت کو دعوت دینے اور خود کو ہر

وقت جیل کی سلاخوں کے لیے تیار رکھنے کا نام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں رہنمائی کا فریضہ صرف وہ لوگ سر انجام دے سکتے ہیں، جو دنیا کی لذتوں کو خیر باد کہہ چکے ہوں۔ جب صورت حال ایسی ہو تو پھر امارت کے لیے اختلاف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ گزشتہ بیس سالوں میں طالبان کے دشمنوں نے طالبان کی صفوں میں پھوٹ ڈالنے کی ان تھک کوششیں کی ہیں، لیکن ان کی کوئی چال کامیاب نہیں ہو سکی ہے۔ اسی وحدت کا نتیجہ تھا کہ مادی اور فوجی لحاظ سے ایک کمزور قوت نے ایک بین الاقوامی اور ہر قسم کے وسائل سے لیس 6 لاکھ کی قوت کو ایسی عبرت ناک شکست دی ہے، جو تاریخ کے اوراق میں اپنا ثانی نہیں رکھتی ہے۔

5... حکومتی معاملات اسلامی احکام کے عین مطابق:

طالبان کی سیاسی اور فوجی کاروائیوں میں اسلامی احکام کی پاس داری بھی ایک خوبی ہے۔ جیسا کہ عدلیہ، انسانی حقوق اور معاشرتی معاملات میں شریعت کے مطابق فیصلے ہوتے ہیں۔ اسی طرح سیاسی اور فوجی میدان میں بھی فیصلے شریعت کے رہنما اصولوں کو سامنے رکھ کر کیے جاتے ہیں۔ امریکا اور اس کے درجنوں اتحادیوں کے خلاف جاری جنگ کو بھی شروع سے آخر تک ایک دینی فریضہ سمجھ کر کیا ہے۔ طالبان نے اس جنگ کو نہ سیاسی رنگ دیا ہے اور نہ اس پر قومیت یا علاقیت کا بدبودار غلاف چڑھایا ہے۔ اگر کسی کے ساتھ سیاسی رابطہ رکھا گیا ہے تو بھی دین کی بنیاد پر ہی ایسا کیا گیا ہے۔ اگر اس جنگ کی شرعی حیثیت کو لوگوں کے سامنے اجاگر کرنا ہو تو بھی دینی احکامات کی روشنی میں لوگوں کو اطمینان بخش دلائل سے قائل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جنگ کے لیے منصوبہ بندی، سیاسی اور فکری دشمن کے ساتھ مجاہدین کا رویہ سب دین ہی کی اساس پر ہوتا ہے۔ اس لیے وہ اس عملی نسبت کی وجہ سے عوام کے دلوں میں گھر کر گئے ہیں۔ عوام سے ہزاروں نوجوان مجاہدین کے صف میں شامل ہو کر طاغوت کے خلاف لڑنے کے لیے آمادہ ہوئے ہیں۔ یہی نہیں، بلکہ دنیا کے ہر کونے میں مسلمان ان مجاہدین کی کامیابی کے لیے دست بہ دعا نظر آتے ہیں۔

جب تک روس اور کمیونزم کے خلاف ہماری صفیں دینی بنیادوں پر استوار تھیں تو مسلمان اس جنگ کو جہاد سمجھ کر ہر قسم کے تعاون کے لیے تیار رہتے تھے، لیکن جب رہنماؤں نے اپنے غلط سیاسی اقدامات سے اس تحریک کی جہادی حیثیت ختم کی اور ذاتی مفادات کی خاطر اسلام دشمن نیٹ ورکس سے روابط بڑھا لیے تو اس سے نہ صرف اللہ تعالیٰ نے انھیں اسلامی نظام کے نفاذ سے محروم رکھا، بلکہ یہ نام نہاد جہادی کمانڈرز اور ان کے ساتھی جرائم پیشہ، سیکولر اور مغربی حمایت یافتہ اسلام دشمن صف میں جا کھڑے ہوئے۔ بڑی بے شرمی سے مغربی اور دشمنوں کے خلاف لڑنے والے مجاہدین کے خلاف امریکی فوجیوں سے اتحاد کیا اور ان کی مفادات کی خاطر کھلونوں کی طرح استعمال ہوتے رہے۔

6... جنگ کے دوران نظم وضبط کا اہتمام:

طالبان کی چودہ سالہ تاریخ میں جہادی نظم وضبط سب سے اہم خصوصیت رہی ہے۔ ہماری جنگ نے انارکی اور بدنظمی کی صورت کبھی اختیار نہیں کی ہے۔ ہمیشہ ایک منظم منصوبے کے تحت جنگ جاری رکھی گئی ہے۔ ہر علاقے میں حالات پر مکمل کنٹرول حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ طالبان نے جنگی حالات سے کسی دوسرے گروہ کو اسلحہ اٹھانے کا موقع فراہم نہیں کیا ہے، بلکہ جنگ جاری رکھنے کے لیے انتہائی منظم طریقے سے علاقے کے لیے مجاہدین کی خصوصی تشکیلات کی گئیں ہیں۔ ہر صوبے کے لیے علیحدہ نگران، ضلعی نگران اور ہر گروپ کے لیے علیحدہ امیر مقرر کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ مجاہدین کی مختلف سرگرمیوں پر نظر رکھنے کے لیے ایک علیحدہ کمیشن بنایا گیا ہے، جو پورے ملک میں مجاہدین کی سرگرمیوں کی ایک تفصیلی رپورٹ تیار کرتا ہے، جس سے ایک طرف مجاہدین کی کاروائیاں منظم انداز میں جاری رہتی ہیں اور دوسری طرف شرپسند مسلح گروہوں کا راستہ روکا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو علاقے طالبان کے زیر کنٹرول ہیں، وہاں امن وامان کی فضا برقرار ہے، لیکن جن علاقوں میں اب بھی امریکی یا امریکی نواز قوتوں کا غلبہ ہے، وہاں ظلم وستم کا بازار گرم ہے۔ لوگ امن کو ترس گئے ہیں۔ ان کے ان ہی کرتوتوں کی وجہ سے عوام اپنے فیصلے حکومتی عدالتوں کے بجائے طالبان کے پاس لاتے ہیں۔ اگرچہ طالبان ادارے مختلف مشکلات کی وجہ سے مثالی نہیں کہلائے جاسکتے، لیکن ان کی کارکردگی بہ ہر صورت حکومتی اداروں سے بہتر ہے۔

طالبان تحریک بھی دوسری اسلامی تحریکوں کی طرح انسانوں کی تحریک ہے، جس میں مختلف انفرادی خوبیوں کے ساتھ کچھ خامیاں بھی ہیں، جن کا ذکر کسی دوسری تحریر میں کریں گے، لیکن یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ طالبان نے ایک عالمی طاغوتی اتحاد کا مقابلہ بڑی تدبیر، بہادری اور سرفروشی سے کیا ہے اور دنیا کی دوسری اقوام کو ان طاغوتی قوتوں کے سامنے ڈٹ جانے کا درس دیا۔

موجودہ جہاد میں میڈیا کا کردار

جہاد اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف لوگوں کو بلانے کا ایک اہم وسیلہ ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ کا دین غالب رہے۔ اس عظیم مقصد کے حصول کے لیے انبیاء کرام بھیجے گئے، تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں اور صرف اُسی کی عبادت کریں۔ اس کے علاوہ کئی اور طریقے بھی ہیں... جن میں ایک راستہ قتال فی سبیل اللہ ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ تلوار اور زبانی جہاد کے راستے پر گامزن رہیں۔ قتال کے راستے پر افغانستان میں مجاہدین کامیابی کے ساتھ گامزن ہیں۔ جہاں قابض کفریہ قوتوں اور ان کے ایجنٹوں کے خلاف مجاہدین برسرپیکار ہیں۔ جب کہ ایک قسم جہاد باللسان ہے، جس کی طرف بھرپور توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وحرض المؤمنین علی القتال"۔ یعنی اے نبی! آپ مؤمنین کو قتال پر ابھاریے۔ اس میں صبر کا دامن تھامے رکھیے۔ حق کو ثابت اور باطل کو مٹانے کے لیے جہاد کے راستے پر گامزن رہیں۔ اور یہ ارشاد ہے: "وأعدوا لهم ما استطعتم من قوة"۔ یعنی جہاں تک تمہارا بس چلے، ان کے لیے قوت تیار رکھو اور گھوڑے باندھو۔ اس کے ذریعے تم اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو دہشت زدہ کرتے ہو۔ بعض مفسرین اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں: "جو کچھ بس میں ہے، وہ کر دیں۔ خواہ وہ عقلی ہو، جسم کے لحاظ سے ہو یا مختلف قسم کے اسلحہ کے استعمال کے حوالے سے ہو۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ" تم کفار کے ساتھ اپنے مالوں، جانوں اور زبانوں کے ساتھ جہاد کرو۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: "إنّ ہجو الکفار أشد علیہم من وقع النبل" کافروں کی توہین کرنا اور ان کے عیوب بیان کرنا، ان پر تیرے برسانے سے بھی زیادہ بھاری ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: "لعن الذین کفروا من بنی إسرائیل علی لسان داود وعیسی بن مریم"۔ بنی اسرائیل کے کافروں پر داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی زبان سے لعنت کی گئی۔

ان تمام دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ ہم اور آپ اپنے (کافر) دشمن کے خلاف زبان اور قلم سے جہاد کریں۔ جتنا ہمارا بس چلے ہم ان کا مقابلہ کریں اور جہاد کا یہ مقدس عمل شعر، کالم، مضمون، جریدے، تصنیف، جہادی سی ڈیز اور وہ سب کچھ ہم دنیا تک پہنچائیں، جس کے ذریعے ہماری قوت، جہادی حیثیت اور لشکر کو فائدہ پہنچے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ذرائع ابلاغ سے منسلک احباب اپنی کوششوں کو مزید تیز کر دیں، جس طرح اب تک انہوں نے زبان اور قلم کے ذریعے قابض دشمن کے مظالم سے پردہ اٹھا کر دنیا کے ہر کونے میں بسنے والوں کو ان کے مظالم سے آگاہ کیا ہے۔ شعراء نے اشعار لکھ کر، نعت خوانوں نے اپنی پرسوز آواز میں دنیا تک اپنا پیغام پہنچانے کی کوشش کی۔ کالم نگاروں نے کالم لکھ کر فریضہ سرانجام دیا تو اخبارات اور جرائد نے ان کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ اگر مجاہدین نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر خون کا نذرانہ پیش کیا اور قابض دشمن کو ملک سے بھاگنے پر مجبور کیا تو ترجمان حضرات نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ پوری ذمہ داری اور دیانت کے ساتھ ان کی جاںنثاری، فداکاری اور قربانیوں سے دنیا کو آگاہ کرتے رہے۔ جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے ان کی کامیابی کی خبریں لمحہ بہ لمحہ دنیا والوں تک پہنچانے کی کوشش کرتے رہے۔

ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والوں نے مزاحمت کی حمایت کی۔ خواہ مسجد کے امام ہو، یونی ورسٹی کا طالب علم ہو، گاؤں میں جو نوان کالم نگار ہو، صحراء میں چرواہا ہو، سب نے بہ یک آواز یہ کہا کہ وائٹ ہاؤس پر لرزہ طاری ہو جائے۔ ہمارے ملک کے پہاڑ کروز میزائل سے نشانہ نہ بنائیں۔ ہر ایک نے کردار ادا کیا۔ تاریخ اُن پر نازاں ہے۔ کسی نے ٹوئٹر اور فیس بک کے ذریعے سے دشمن کا تعاقب کیا۔ کسی نے انٹرویو اور تبصروں کے ذریعے ان کی وحشت کی مذمت کی اور کسی نے مظاہروں اور ریلیوں کے ذریعے دشمن کے اقدامات کی مذمت کی۔

تیز ترک ام زن منزل ما دور نیست

میرے پیارے ہم وطنو! اب کچھ وقت باقی ہے۔ آئیں، ہمت اور خودمختاری کے راستے پر سفر جاری رکھیں۔ 14 سال تک ہمت اور دلیری سے ان کا مقابلہ کیا۔ اب منزل قریب ہے۔ اپنے مؤقف پر ڈٹے رہنے سے خدا کو بھی راضی کیا جا سکتا ہے اور تاریخ میں بھی سرخ رُو ہو سکتے ہیں۔ دنیا میں بھی عزت ملے گی اور آخرت میں بھی کامیابی ملے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

مستقبل کی جنگ میڈیا لڑے گا

تحریر: ہمدرد

بے شک اس وقت دنیا پر میڈیا کا راج ہے، آج جو ممالک اور حکومتیں کامیاب جا رہی ہیں، کالے کو سفید اور سفید کو کالا قرار دیا جارہا ہے، اس میں ستر فیصد سے زائد کمال میڈیا کا ہے۔ افسوس کہ دنیائے اسلام ایک طاقتور میڈیا پلیٹ فارم سے سے محروم ہے۔

میڈیا کو اردو میں صحافت کہا جاتا ہے۔ یہ عربی لفظ "صحیفہ" سے لیا گیا ہے۔ صحیفہ اس تحریری مواد کو کہا جاتا ہے، جو مخصوص اوقات میں وقتاً فوقتاً لوگوں تک پہنچایا جائے جیسا کہ اخبار، ہفت روزہ میگزین، ماہنامے وغیرہ سب صحافت کے دائرے میں داخل ہیں۔ مذکورہ تعریف کی رُو سے صحافت صرف تحریری مواد کو ہی کہا جاتا ہے، لیکن آج کل صحافت صرف تحریر تک محدود نہیں رہی ،بلکہ آج اس کی دو قسمیں وجود میں آچکی ہیں۔ ایک پرنٹ اور دوسری الیکٹرانک میڈیا... پرنٹ میڈیا کے شعبے میں اخبارات، رسائل اور جرائد شامل ہیں۔ الیکٹرانک میڈیا میں ٹیلی وژن، ریڈیو اور انٹرنیٹ شامل ہے۔ صحافت یا میڈیا صرف اپنا "مافی الضمیر" پیش کرنے کا نام نہیں ہے، بلکہ اپنے قارئین، سامعین اور ناظرین کے اذہان کو اپنے "مافی الضمیر" کے مطابق ڈھالنے کا نام ہے۔ اگرچہ پروپیگنڈے پر بھی میڈیا کا اطلاق ہوتا ہے، لیکن اس کے باوجود مفکرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عوام کے اذہان میں تبدیلی لانے کا سب سے مؤثر ذریعہ صحافت ہے۔

میڈیا یہ کام بہت آسانی سے سر انجام دے سکتا ہے۔ جب ایک شخص یا جماعت کو شہرت کی بلندیوں پر پہنچاتا ہے تو دوسرے کو بدنام کرنے میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑتا۔ یہاں تک کہ اسے "تحت الثریٰ" سے بھی نیچے پھینک دیتا ہے۔ شیر کو گیدڑ اور گیدڑ کو شیر قرار دینا میڈیا کے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل میڈیا ہر معاشرے میں بڑی حد تک سرایت کر چکا ہے۔ لوگ غیر محسوس طریقے سے اس سے متاثر ہورہے ہیں۔ ایک بڑی تعداد میڈیا کی دی گئی فکر سے سوچتی ہے۔ میڈیا کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ میڈیا کے کانوں سے سنتے ہیں۔ ان کی دیکھنے، سننے اور سوچنے کی اپنی صلاحیت صرف انہی تک محدود ہے۔ تاریخ کا علم رکھنے والے قارئین جانتے ہیں کہ صحافت، میڈیا، اور جرنلزم جیسی اصطلاحات ابھی ایجاد ہوئی ہیں، لیکن ان کا استعمال بہت پہلے سے ہورہا ہے۔

میڈیا کے دونوں شعبوں پرنٹ اور الیکٹرانک پر 80 فیصد سے زیادہ یہودیوں کا قبضہ ہے۔ آج کل زیادہ تر بین الاقوامی اخبارات، رسائل اور نیوز چینلز یا تو براہِ راست یہودیوں کے ہیں یا ان کے محکوم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہودی فلسطین میں جس طرح بھی ظالمانہ کارروائی کا ارتکاب کریں، بین الاقوامی میڈیا اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اسرائیلی وحشیانہ کاروائیوں کی حمایت کرتا نظر آتا ہے۔ یہودی اس مؤقف پر آج نہیں، ایک صدی پہلے متفق ہوئے تھے۔ جب 1897ء میں تین سو یہودی مفکرین سر جوڑ کر بیٹھ گئے تھے اور دنیا پر یہودی راج کرنے کے لیے منصوبے بنارہے تھے کہ یہ کام کس طرح ممکن ہے؟ ہر شخص نے اپنا مؤقف پیش کیا اور آخر میں مندرجہ ذیل تجاویز پر سب متفق ہوگئے:

پہلے قدم میں دنیا کے تیل کے ذخائر، سونا چاندی اور دوسری معدنیات پر قبضے کا منصوبہ بنایا گیا۔ اسے عملی جامہ پہنانے کے لیے راہِ عمل بھی منتخب کی گئی۔

دوسرے مرحلے پر میڈیا کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا کہ میڈیا ہمارے قبضے میں ہونا چاہیے۔

اس کے بعد بین الاقوامی میڈیا پر یہودی قابض ہوتے گئے اور انہوں نے اپنے مفادات کی خاطر اسے ایک اہم دفاعی اور اقدامی ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا شروع کیا۔ دوسری اقوام کی تسخیر اور لوگوں کے اذہان کو تبدیل کرنے کے لیے اس سے منفی فائدہ اٹھایا جانے لگا۔ یہودیوں کے بعد عیسائی میڈیا پر قابض ہیں۔ انہوں نے بھی میڈیا کے وسیع میدان پر قبضہ جمایا ہوا ہے۔ وہ جس ملک پر جارحیت کا ارادہ رکھتے ہوں، پہلے اس کے خلاف اتنا منفی پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ دنیا اسے سچ تسلیم کرنے لگتی ہے۔ عوام کی ذہن سازی

میں میڈیا کو بہ طور ہتھیار استعمال کیا جاتا ہے۔ موجودہ دور میڈیا کا دور ہے۔ خاص طور پر نائن الیون کے بعد جنگ توپ، ٹینک اور طیاروں کے بجائے میڈیا کے ذریعے لڑی جا رہی ہے۔ یہ بات درست ہے کہ اسلام میں جھوٹی صحافت کی قطعاً کوئی اجازت نہیں ہے، لیکن یہ بات بھی واضح ہے کہ اسلام صحافت کی اہمیت سے انکار بھی نہیں کرتا ہے۔ وہ اس کے استعمال کو ضروری سمجھتا ہے۔

میڈیا کی آزادی

اسلامی دنیا کو تشویش میں ڈالنے والا ایک اہم مسئلہ میڈیا کی آزادی کا ہے۔ میڈیا کی حد سے زیادہ آزادی سے ملک اور معاشرے میں شدید انتشار کی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سلسلے میں مسلمانوں کو ایک معتدل صحافتی میدان کی ضرورت ہے، تاکہ ہر تنقید اور اعتراض کا مؤثر جواب دیا جاسکے۔ نظام کے اصلاح کے لیے کیے گئے اعتراضات کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے، لیکن اگر یہ تنقید برائے تخریب ہو تو اسے نہایت اچھے طریقے سے جواب دینا چاہیے۔ اس سلسلے میں یہ بات مشہور ہے کہ "حکمرانوں کی اطاعت واجب ہے اور ان کے کسی بھی اقدام پر تنقید نہیں کی جاسکتی۔" حالانکہ شریعت کے احکام کی روشنی میں اسلامی ملک کے عوام کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے حکمرانوں اور نظام چلانے والوں کی غلط کارکردگی پر سوالات اٹھائیں۔ خاص طور پر جب امیر یا حاکم کا کوئی حکم قرآن و سنت کے منافی ہو۔ اس امیر یا حاکم پر اعتراض کرنا عوام کا حق ہے۔ یہاں تک کہ اسے عدالت میں طلب کیا جاسکتا ہے، تاکہ عدالت اس کے غیر اسلامی فعل کی سزا دے یا اس کو چھڑوا دے۔ اسلامی احکامات کے مطابق حکمران کوئی "مافوق الفطرت" ہستی نہیں ہے، جس سے کوئی خطا سرزد نہیں ہو سکتی۔ اسی وجہ سے شریعت نے اسے مشورہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ شوریٰ میں حاکم کی رائے کے خلاف رائے دینا جائز ہے۔ یہ اندیشہ بالکل بے جا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ حاکم ناراض ہو جائے۔ اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح روایات موجود ہیں۔ جن میں عام لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ناجائز کام میں حکومت کی حمایت کی بجائے اسے صحیح راستے پر لایا جائے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "إن من أعظم الجہاد کلمۃ عدل عند سلطان جائر" (ترمذی کتاب الفتن)

سب سے بہترین جہاد یہ ہے کہ ظالم حکمران کے سامنے انصاف کی بات کی جائے۔

تنقید اور توہین میں فرق

شریعت نے اس بات پر زور دیا ہے کہ تنقید کرنے والا تنقید اور توہین کا فرق جانتا ہو۔ تنقید جائز ہے، بلکہ اس کے کرنے پر ثواب بھی ہے، لیکن توہین ناجائز ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے ابن عامر کے نام سے ایک اہلکار کو دیکھا، جس نے بہت باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ وہ شخص چیخ اٹھا: "آؤ لوگو! ہمارے امیر نے فاسقوں کا لباس پہنا ہے۔ وہاں خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ انہوں نے فرمایا: "چپ ہو جا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "من أھان سلطان اللہ فی الأرض أھانہ اللہ" (ترمذی ابواب الفتن)

جو شخص زمین پر اللہ کے سلطان کی توہین کرے، اللہ اس کی توہین کرے گا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام توہین اور تنقید کے درمیان فرق کو ضروری سمجھتا ہے۔ تنقید کو جائز اور توہین کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح اسلامی میڈیا میں تنقید کا جواز ہے، لیکن توہین کی اجازت کسی صورت نہیں دی جاسکتی۔

مغربی میڈیا کی اصلیت

اب ہم اس سوال کی جانب آتے ہیں کہ کیا مغرب میں میڈیا واقعی آزاد ہے؟ جیسا کہ وہ اکثر یہ راگ الاپتے رہتے ہیں کہ یہاں میڈیا مکمل طور پر خود مختار اور آزاد ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کے کسی ملک میں بھی میڈیا کو مکمل اور مطلق آزادی حاصل نہیں ہے۔ مثال کے طور پر امریکا خود کو دنیا کا بڑا جمہوری اور میڈیا کی آزادی کا علم بردار سمجھتا ہے۔ ساری دنیا میں میڈیا کی آزادی کا ڈھنڈورا پیٹتا ہے، لیکن اگر غور کیا جائے تو وہاں میڈیا کو محدود آزادی حاصل ہے۔ میڈیا کو ہر گز اجازت نہیں کہ امریکی مفادات کے خلاف کوئی پروگرام نشر کرے۔ امریکی قوانین کی خلاف ورزی کرے۔ امریکی حکومت کے خلاف بغاوت کو ہوا دے۔ کسی عوامی تحریک کی رہنمائی کرے۔ امریکی عدالت کے فیصلوں کو چیلنج کرے یا امریکی فوجیوں یا انٹیلی جنس اداروں کا کوئی راز فاش کرے۔ امریکی فوج کی افغانستان پر ظالمانہ جارحیت کی بین الاقوامی میڈیا کو افغانستان کے بارے میں اصل حقائق سامنے لانے کی کوئی اجازت نہیں ہے، تاکہ امریکی مظالم پر پردہ ہی پڑا رہے۔ کیوں کہ اس اقدام کو امریکی مفادات کے خلاف اقدام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح میڈیا کوئی ایسی رپورٹ یا خبر نشر نہیں کر سکتا، جو یہاں موجود امریکی فوجیوں کے حوصلے پست کرے۔ مختصر یہ کہ میڈیا کی مکمل

آزادی ایک لایعنی عنوان ہے۔حقیقت میں میڈیا آزاد نہیں ہے۔ جارح قوتوں کا غلام ہے، جنھوں نے دنیا کے امن کو تباہ و برباد کرکے رکھ دیا ہے۔کیوں کہ مغربی قوتیں اسلامی ممالک پر اپنا رعب جمانے کے لیے میڈیا کی آزادی کے نعرے کو ایک حربے کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔اسلامی دنیا کو چاہیے کہ میانہ روی اختیار کرکے قانون کا لحاظ کرتے ہوئے میڈیا کی محدود آزادی کے راستوں پر غور و خوض کرے۔البتہ مغربی میڈیا فحش مواد دکھانے کو عار نہیں سمجھتا، مسلمانوں کو چاہیے کہ اس قسم آزادی کا راستہ روکنے کے لیے سخت قوانین بنانے کے ساتھ ایسے اقدامات کریں، جن کے سبب غیر ضروری نشریات کی روک تھام میں آسانی ہو۔کیوں کہ میڈیا کی نشریات کے سلسلے میں اسلامی دنیا صرف اتنی آزادی برداشت کر سکتی ہے، جتنی اجازت اسلام نے دی ہے۔ اسلامی ممالک میں میڈیا کو حتمی طور پر اسلامی احکام اور مقدس مقامات کے احترام کا خیال رکھنا ہوگا۔انھیں خلاف ورزی کرنے پر سزا دی جا سکے گی۔ اس معاملے میں ان علماء کرام کے مشورے مفید ثابت ہوں گے، جو اس میدان میں مہارت رکھتے ہیں۔

الیکٹرانک میڈیا

الیکٹرانک میڈیا یعنی ٹیلی ویژن وغیرہ کی اہمیت کے بارے میں اسلامی احکام اور وقت کی ضرورت کو ذہن میں رکھتے ہوئے ایک نتیجے پر پہنچا جائے۔اب تک تصویری میڈیا کے جواز پر علماء کا اختلاف ہے۔اس سلسلے میں عالم اسلام کے علماء دو گروہوں میں تقسیم ہیں۔عرب علماء اس کے جواز پر فتاویٰ دے رہے ہیں، جب کہ برصغیر کے علماء کی دو رائے ہیں۔ پہلی رائے یہ ہے کہ ٹیلی ویژن کی اسکرین کو عالم کفر اسلام کے خلاف ایک بڑے حربے کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔اسلام کے خلاف پروگرامز نشر کرتا ہے، جس سے دنیا میں مسلمانوں کی کردار کشی ہوتی ہے۔اس وجہ سے بعض علماء ٹیلی ویژن کو کفریہ دنیا کے خلاف استعمال کرنے اور ان کی نشریات کا جواب دینے کے لیے اس کے استعمال کو جائز قرار دیتے ہیں۔جس طرح آج کل دنیا ایٹمی ہتھیاروں کے حصول میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی تگ و دو میں ہے، تاکہ اپنے دفاع کو مضبوط بنایا جاسکے۔ مسلم اور غیر مسلم دونوں اس کوشش میں ہیں کہ کس طرح ایٹمی ہتھیار حاصل کیے جائیں!؟ حالانکہ جنگ کے بارے میں جتنی رہنمائی ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے ملتی ہے، اس کے مطابق مسلمان کے لیے ایسے اسلحے کا استعمال ناجائز ہے، جس کی وجہ سے روئے زمین پر ہر جان دار کی موت واقع ہوتی ہو۔خواہ وہ حیوانات وحشرات ہی کیوں نہ ہوں۔ آج جب یہ اسلحہ مسلمانوں کے دشمن کے پاس ہے، جس سے وہ مسلمانوں کو دھمکا رہا ہے اور مستقبل میں یہ خدشہ بھی ہے کہ اسے مسلمانوں کے خلاف استعمال کرے گا، اس لیے ہم ہر عالم اور مفتی کے پاس جائیں گے اور ان سے فتویٰ طلب کریں کہ مفتی صاحب! جب مسلمانوں کا دشمن ایٹمی قوت رکھتا ہے۔ہر وقت یہ خطرہ رہتا ہے کہ وہ اسے مسلمانوں کے خلاف استعمال کرے گا۔کیا مسلمان اپنے دفاع اور بقا کے لیے ایٹمی ہتھیار حاصل کر سکتے ہیں؟ یقیناً مفتی صاحب ہمیں نہ صرف یہ کہ جواز کا فتویٰ دیں گے، بلکہ یہ بھی لکھ کر دیں گے کہ اسلام اور مسلمانوں کے بقا اور دفاع کی خاطر ایٹمی ہتھیار کا حصول فرض ہے۔انھیں ضرور حاصل کرنے چاہییں۔

علماء کے اس طبقے کا اصرار یہ ہے کہ آج مغرب نے صرف اسلامی سرزمین پر جارحیت نہیں کی ہے، بلکہ ہمارے عقائد و افکار پر بھی جارحیت کا ارتکاب کیا گیا ہے۔بالکل حالت ویسی ہے، جیسے خلیفہ مامون کے زمانے میں تھی۔جب یونانی فلسفے اور علوم کا عربی میں ترجمہ کیا گیا اور اسلامی عقائد کی دھجیاں اڑادی گئیں۔وقت کے علماء اٹھے، یونانی فلسفے پر جوابی وار اسی فلسفے سے ہی کیا۔اس اقدام سے اسلامی عقائد کو یونانی فلسفے کی جارحیت سے نجات دلائی۔ آج بھی ضرورت اس امر کی ہے کہ مغرب کے علم الحیات کے فلسفے پر حملہ ان کے اپنے علوم سے کیا جائے۔علماء کی اس جماعت کے مطابق: مغرب نے ایسے جنگی حربے ڈیزائن کیے ہیں، مستقبل میں ان کی افواج ملکوں کو فتح نہیں کریں گی، بلکہ ان کا میڈیا دنیا کو فتح کرے گا۔اسی وجہ سے امت مسلمہ کو مغرب کی اس جارحیت کے خلاف تیار رہنا ہوگا۔ اینٹ کا جواب پتھر سے دینا ہوگا۔

دوسری طرف علماء کی ایک بڑی تعداد ٹیلی ویژن اور تصویری میڈیا کو مطلقاً حرام سمجھتی ہے۔وہ مندرجہ بالا علماء کے اس مؤقف کو سختی سے رد کرتی ہے، جو ٹیلی ویژن کے فائدوں کو نقصانات سے زیادہ بتلاتے ہیں۔تصویر مطلق حرام ہے۔ تصویر اور ٹیلی ویژن لازم و ملزوم ہیں، جو مسلمانوں کی نسلوں کو تباہ کر رہی ہے۔اسی وجہ سے مسلمانوں اور دینی تحریکوں کو اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

مختصر یہ کہ الیکٹرانک میڈیا کے بارے میں کسی حتمی فیصلے سے پہلے دنیا کے ان جید علماء کی ہدایات کی طرف رجوع کیا جائے، جو دینی اور دنیاوی دونوں علوم پر دسترس رکھتے ہیں۔ان کی ہدایات کی روشنی میں ایک معتدل مؤقف اپنانے کی ضرورت ہے، لیکن مسلم ممالک کو میڈیا کی اہمیت اور اس کے مؤثر کردار کے بارے میں ضرور آگاہی حاصل کرنی چاہیے۔ اسلامی احکامات کا خیال رکھتے ہوئے اسے اپنے ترقی کے لیے بروئے کار لایا جانا چاہیے۔اس سلسلے میں غفلت اور لاپرواہی سے گریز کیا جائے۔

ابو عابد

2014
ایشیا سے نیٹو کے انخلا کا سال

سال 2014 افغانستان اور حالیہ جنگی تاریخ کا ایک یادگار سال تھا۔ اس سال کی سب سے اہم کامیابی جارحیت پسندوں کی عبرت ناک شکست افغانستان سے فرار کا برملا اعتراف ہے۔ علاوہ ازیں اس سال افغان عوام اور مجاہدین کو بھی بہت سی اہم اور تاریخی کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں۔ اس سال کی ابتداء کابل میں غیر ملکی غاصبوں کے ایک خفیہ مرکز پر تباہ کن حملے سے ہوئی۔ اس مرکز کو میڈیا میں "لبنانی ریسٹورنٹ" کا نام دیا گیا تھا۔ حملے میں درجنوں غیر ملکی انٹیلی جنس اہل کار اور اعلیٰ افسران جہنم واصل ہوئے۔ جس سے جارحیت پسندوں کا ناقابل تلافی نقصان ہوا تھا۔ انہی حملوں کا نتیجہ تھا کہ کچھ عرصے بعد کینیڈا نے سرکاری طور پر اپنا پرچم اتار کر افغانستان سے اپنا مشن ختم کر دیا۔ کینیڈا تو فرار ہوا، لیکن دوسرے اتحادی ممالک اور ان کے کاسہ لیسوں پر مجاہدین کے حملے جاری رہے۔ کابل، جلال آباد، قندہار، غزنی، ہلمند اور ملک کے دوسرے علاقوں میں تباہ کن حملے جاری رہے۔ اپریل کے مہینے میں جنوب مشرقی بدخشان میں مجاہدین کی کارروائیاں عروج پر پہنچ گئیں۔ مجاہدین نے نہ صرف ضلع وردوج میں کئی بار دشمن کے دانت کھٹے کیے، بلکہ ضلع یمگان بھی فتح کر ڈالا۔ بدخشان میں مجاہدین کی ان کامیابیوں نے دشمن کی نیندیں حرام کر دی تھیں۔

گزشتہ اپریل میں انتخابات کے دوران مجاہدین نے پورے ملک میں الیکشن کمیشن، پولنگ اسٹیشنز اور دوسری تنصیبات پر حملے کیے۔ صرف ایک دن میں دشمن پر کُل کارروائیوں کی تعداد ایک ہزار سے تجاوز کر گئی۔ مئی میں مجاہدین نے امریکی سفارت خانے پر حملے کے ساتھ خیبر آپریشن کا آغاز کیا۔ اس حملے کے بعد بگرام میں امریکی ائیر بیس کو میزائل حملوں کا نشانہ بنایا گیا، جس کے بعد ملک کے طول و عرض میں دشمن پر حملوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوا، جو تادم تحریر جاری ہے۔ مئی میں مجاہدین نے دشمن کے اس آپریشن کا بھی جواب دیا، جو غزنی کے ضلع گیلان میں مجاہدین کے خلاف شروع کیا گیا تھا۔ اس وقت خیبر آپریشن عروج پر تھا اور خوف سے امریکیوں کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔ جون کے آغاز میں امارت اسلامیہ کے سیاسی دفتر کی مسلسل جدوجہد کے نتیجے میں امارت اسلامی کے پانچ اہم رہنما گوانتاناموجیل سے رہا ہو گئے۔ یہ کامیابی اس وجہ سے اہم تھی کہ امریکا نے اس سے قبل کسی ملک کے ساتھ اس قسم کا تبادلہ نہیں کیا تھا۔ جون کے مہینے میں مجاہدین نے روزگان کے ضلع دہراود میں بھی ایک بڑے آپریشن کا آغاز کیا، جس کے نتیجے میں مجاہدین کو قابل ذکر کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ جب اسی ماہ کی سولہ تاریخ کو الیکشن کا دوسرا مرحلہ جاری تھا، تب مجاہدین نے دشمن کے مراکز کو ایک بار پھر سخت اور تباہ کن حملوں کا نشانہ بنایا، جس سے دشمن

کو بھاری نقصانات اٹھانا پڑے۔ مجاہدین نے جون کے اواخر میں ایک مرتبہ پھر طورخم میں امریکی افواج کے سپلائی سینٹر پر حملہ کیا، جس سے سیکڑوں ٹینک، بکتر بند گاڑیاں اور آئل ٹینکر جل کر خاکستر ہوگئے۔ مجاہدین نے گزشتہ سال جولائی میں ہلمند کے اضلاع سنگین، نوزاد، کجکی، گرشک اور خانشین میں بھی دشمن پر کاری ضرب لگائی۔ اس بڑے آپریشن کے میں سب سے کامیاب کاروائی ضلع سنگین اور ساروان قلعہ میں ہوئی تھی، جس کے نتیجے میں بہت بڑا علاقہ مجاہدین کے ہاتھ لگا تھا۔ اس موقع پر جارحیت پسندوں کی شکست کے علاوہ اہم خبر افغانستان کے لیے امریکا کے خصوصی ایلچی ڈوبینز کی استعفیٰ تھی، جس سے امریکا کی سیاسی شکست مزید واضح ہوگئی۔ جولائی میں کابل کے نواحی علاقے ارغندی میں مجاہدین نے بے داغ کارروائی کرکے دشمن کے پانچ سو سے زیادہ تیل سے بھرے ٹینکر تباہ کر دیے، جس کی وجہ سے جارحیت پسندوں کو بھاری مالی نقصانات اٹھانے پڑے۔ اسی ماہ میں پکتیا کے ضلع زرمت میں حامد کرزئی کے خصوصی گارڈز کے ایک قافلے کو مجاہدین نے اس وقت حملے کا نشانہ بنایا، جب وہ پکتیکا کی طرف جارہا تھا۔ کئی گھنٹوں کی دوبدو لڑائی کے بعد یہ قافلہ بھاری نقصان اٹھاکر بھاگ نکلا۔ اس کے بعد اگست میں کابل شہر میں ایک مرتبہ پھر ایک تاریخی کارروائی انجام پائی، جہاں فوجی ٹریننگ سینٹر میں ایک مجاہد افغان اہل کار نے امریکی فوج کے اعلیٰ افسران پر فائر کھول دیا، جس کے نتیجے میں امریکی فوج کے ایک بریگیڈیئر جنرل سمیت درجنوں اعلیٰ فوجی حکام ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔ یہ طالبان کا ایک منفرد کارنامہ تھا۔ اس واقعے نے عالمی میڈیا میں بھی ہلچل مچا دی تھی۔

ستمبر میں دارالحکومت کابل میں ایک مرتبہ پھر فدائی حملوں کا سلسلہ شروع ہوا، جس میں دشمن کی کئی اہم تنصیبات کو نشانہ بنایا گیا۔ اسی ماہ کے آغاز میں مجاہدین نے غزنی میں بھی حکومتی مراکز پر تابڑ توڑ حملے کیے گئے، جو ماضی کی نسبت بہت کامیاب رہے۔ اس کے ساتھ ہی غزنی کے ضلع اجرستان میں بھی کٹھ پتلی حکومت کے اہل کاروں پر شدید حملے کیے گئے اور بہت سارے علاقوں سے دشمن کی فوج کو نکال دیا گیا۔ غزنی اور ہلمند کے اہم علاقوں کی طرح گزشتہ سال فاریاب میں بھی مجاہدین نے قابل ذکر کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اسی طرح ننگرہار، پکتیا، ہرات، کندز، سرپل، غور، فراہ، زابل، بدخشان، کونڑ، نورستان، قندھار سمیت ملک کے کئی اہم علاقے مجاہدین نے دشمن سے چھڑالیے ہیں۔ یہاں تک کہ پورے اضلاع فتح کیے جا چکے ہیں۔ اکتوبر جارحیت پسندوں کے اعتراف شکست کے حوالے سے ایک تاریخی مہینہ تھا۔ جس کے آغاز میں ہی جرمنی کے وزیر خارجہ فرینک والٹرنے اعتراف کیا کہ "افغان جنگ نیٹو اور جرمنی کی ایک سنگین غلطی تھی۔" اسی ماہ کے آخر میں امریکا کے سب سے بڑے اتحادی برطانیہ نے بھی سرکاری طور پر شکست تسلیم کرکے پرچم اتار کر ہمیشہ کے لیے اس سر زمین سے غائب ہوا۔ برطانیہ کی فرار کے بعد امریکا نے بھی خوف کا شکار ہوکر اپنے اڈوں کو مسمار کرنا شروع کیا ہے۔ وہ اس نیت سے افغانستان سے جارہے تھے کہ پیچھے ان کے تربیت یافتہ افغان فوجی ان کے نامکمل مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیں گے، لیکن مجاہدین کے تباہ کن حملوں کے سامنے وہ بھی اپنے آقاؤں کی طرح پسپائی اختیار کرنے پر مجبور ہیں۔ نومبر کے آغاز میں ہی لوگر میں محلی پولیس "اربکی" پر ایک بڑا حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں اس علاقے کے پولیس سربراہ سمیت متعدد اہل کار ہلاک ہوگئے۔ نومبر کو بیلجیئم نے اعلان کیا کہ فوجی انخلا کے ساتھ بیلجیئم اپنا سفیر بھی افغانستان سے واپس بلا رہا ہے۔ اب افغانستان میں ان کا سفارت خانہ بند رہے گا۔ اسی ماہ کے آخر میں امارت اسلامیہ کے چند شہباز فدائیوں نے ہلمند میں جارحیت پسندوں کے سب سے بڑے مرکز شوراب پر فدائی حملہ کیا، جو تین دن تک جاری رہا۔ جس میں درجنوں امریکی اور کٹھ پتلی اہل کار ہلاک ہونے کے ساتھ دشمن کو بڑے پیمانے پر مالی نقصانات

بھی اٹھانا پڑے۔

اس سال کے آخر میں انتخابی ڈرامے کے بعد امریکا کی مستقل مداخلت اور سلیکشن کے بعد ایک نئی کٹھ پتلی حکومت کے قیام کا اعلان کیا گیا۔ امریکا کے ساتھ سیکورٹی معاہدے پر دستخط کر لیے گئے۔ مجاہدین نے کٹھ پتلی حکومت اور ان کے بیرونی آقاؤں کو سبق سکھانے کے لیے ایک مرتبہ پھر کابل میں حملوں کا آغاز کیا۔ کابل میں ان حملوں کی لہر انتہائی شدید تھی، جس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی۔ یہاں تک کہ کابل میں دشمن کے سب سے حساس سمجھے جانے والے مراکز پر بھی مجاہدین کے حملے، دشمن پر ٹارگٹ کلنگ اور بارودی سرنگوں کے دھماکے روز کا معمول بن گئے۔ ان حملوں نے نہ صرف یہ کہ ملکی غلاموں کو پریشان کیے رکھا، بلکہ امریکی آقاؤں کو تو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ سال کے آخر میں صوبہ کنڑ کے ضلع دانگام میں مجاہدین نے دشمن پر فیصلہ کن کاروائی کا آغاز کیا اور یہ اہم علاقہ دشمن سے خالی کرا لیا گیا۔ سال کے دوران یہ کارروائیاں جاری رہیں اور بالآخر دسمبر میں نہ صرف یہ کہ امریکی اور نیٹو فورسز نے اپنے جھنڈے اتار کر شکست تسلیم کرلی، بلکہ باراک اوباما نے بھی امریکی فوج کے تیرہ سالہ مشن کے خاتمے کا اعلان کر دیا۔

جی ہاں! جارح قوتوں کے قبرستان افغانستان میں ایک اَور جارح قوت کا غرور دفن ہوا۔ یہاں اس لشکر کو شکست ہوئی، جو دائمی اڈوں کے خواب دیکھ رہا تھا۔ افغانستان کو اپنا ایشیائی مرکز بنانے کی جستجو میں تھا۔ فوجی میدان میں تند و تیز حملوں اور کامیابیوں کے ساتھ سیاست، تعلیم، صحت اور دوسرے شعبوں میں امارت اسلامیہ کی کار کردگی نہایت کامیاب اور منظم طریقے سے جاری رہی۔ دعوت و ارشاد کے شعبے میں مسلسل جدوجہد کی برکت سے دشمن کے ہزاروں اہل کار اور اعلیٰ افسران مجاہدین کی صف میں شامل ہوگئے ہیں۔ واضح رہے کہ امارت اسلامیہ کی معافی پالیسی ابھی تک برقرار ہے۔ دشمن کی صف میں موجود ہر شخص پولیس، محلی پولیس، آرمی افسران وغیرہ اس سے مستفید ہوسکتے ہیں۔ میڈیا کے شعبے میں امارت اسلامیہ کے فرہنگی کمیشن کی سربراہی میں امارت کے تمام نشریاتی شعبوں کی کارکردگی جاری رہی۔ الامارہ ویب سائٹ پانچ زبانوں پشتو، فارسی، اردو، عربی اور انگلش میں اپنے قارئین کو روز مرہ کی جہادی کارروائیوں کے احوال، جہادی رہنماؤں کے انٹرویوز، سرکاری بیانات اپنے قارئین تک پہنچاتی رہی ہے۔ پرنٹ میڈیا کے شعبے میں چار زبانوں میں چھ ماہنامے ہر ماہ بغیر کسی تعطل کے شائع ہورہے ہیں الحمدللہ۔ جن میں الصمود عربی، سرک، مورچل، شہامت پشتو، حقیقت فارسی اور شریعت اردو شامل ہے۔ جنہوں نے قارئین کو ادبی، سیاسی اور علمی معلومات فراہم کی ہیں۔ پرنٹ میڈیا کے شعبے میں مذکورہ مجلوں کے علاوہ امارت اسلامیہ امیرالمؤمنین کے پیغامات، کتابیں اور اہم نشریاتی مواد بھی قارئین تک وقتاً فوقتاً پہنچایا جاتا رہا ہے۔ جہادی ویڈیوز کے شعبے میں امارت اسلامیہ الامارہ، منبع الجہاد، الہجرت اور تورہ بورہ جہادی اسٹوڈیوز سے مناسب اوقات میں جہادی واقعات پر مشتمل ویڈیو فلم ریلیز کرتا رہا ہے۔ جس سے بین الاقوامی میڈیا بھی استفادہ کرتا ہے۔ سوشل میڈیا پر بھی بڑے پیمانے پر لوگوں کی توجہ کا مرکز بنی رہی ہیں۔

بہر حال! سال 2014 کامیابیوں کے لحاظ سے اہم سال تھا۔ جس کی یادیں جہادی تاریخ میں ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو رہیں گی۔ پچھلے سالوں کی بہ نسبت اس سال سب سے زیادہ غیر ملکی غاصبین ہماری سرزمین سے فرار ہوئے ہیں۔ یہی امتیاز ہمارے مظلوم عوام کے لیے ایک ناقابلِ فراموش خوشخبری کا پیغام لے کر آیا ہے۔

قاری حبیب

افغانستان سے نیٹو کا انخلا. دنیا کیا کہتی ہے؟

28 دسمبر 2014 کو کابل میں نیٹو اتحادی افواج ایساف نے فوجی ذمہ داریوں کے اختتام پر اپنا پرچم اتار دیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ مراسم آخری وقت تک خفیہ رکھے گئے تھے۔ کابل میں ایک خفیہ اور شدید نگرانی کے ایک علاقے میں یہ پروگرام منعقد کیے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ اس پروگرام کا دورانیہ مختصر تھا اور مجاہدین کے خوف کی وجہ سے پہلے سے اس کے مقام کا تعین نہیں کیا گیا تھا۔ اسی لیے میڈیا نمائندے بھی اس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ ایساف کے امریکی سربراہ جنرل کیمپ بل نے اس تقریب کی صدارت کی تھی۔ ان کا کہنا تھا کہ نیٹو نے افغانستان میں اپنی ذمہ داریاں پوری طرح ادا کی ہیں اور کامیاب رہا ہے۔ افغان عوام اندھیرے سے روشنی میں نکل آئے ہیں۔ اسی روز امریکی صدر بارک اوباما نے امریکی ریاست ہوائی میں اپنے سالانہ خطاب میں کہا کہ امریکا نے اپنی تاریخ کی سب سے طویل جنگ اختتام کو پہنچا دی ہے۔

افغانستان پر مغربی جارحیت میں کلیدی کردار امریکی فوج کا تھا، مگر اس کے ساتھ ساتھ نیٹو کے جھنڈے تلے اتحادی ممالک کے ہزاروں فوجی بھی شامل رہے۔ حال ہی میں نیٹو کے زیر سرپرستی ایساف نے اپنی جنگی ذمہ داریوں کے اختتام کا اعلان کر دیا ہے۔ امریکا کے علاوہ ایساف کے تمام ممالک کی افواج افغانستان سے نکل چکی ہیں اور بقیہ تھوڑی سی فوج جو پیچھے رہ گئی ہے، وہ مستقبل میں نکل جائے گی۔ ابھی امریکا کے دس ہزار سے زائد فوجی افغانستان میں موجود ہیں۔ پہلے کہا جاتا تھا کہ شاید دائمی اڈوں کے نام پر امریکی فوج اپنے مراکز میں کئی سالوں تک رہے گی، مگر وائٹ ہاؤس حکام نے حال ہی میں کہا ہے کہ وہ اپنے منصوبے کے مطابق 2016 کے اختتام تک امریکی سفارت خانے کی حفاظت پر مامور فوجیوں کے علاوہ دیگر تمام افواج افغانستان سے نکال لیں گے۔

حالیہ اقدامات کو دیکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ نیٹو کی قیادت میں افواج اور امریکی اس نتیجے پر پہنچ چکے ہیں کہ وہ افغانستان میں اپنے فوجی قیام کو مزید دوام نہیں دے سکتے۔ نیٹو پوری طرح سے یہاں سے انخلا کرنے میں مصروف ہے۔ جب کہ امریکا کا کہنا ہے کہ آئندہ دو سالوں میں اپنی ساری افواج افغانستان سے نکال دے گا۔ یہاں سوال یہ ہے کہ افغانستان سے مغربی افواج کی واپسی کو غیر جانب داری کے ساتھ کیا نام دینا زیادہ مناسب رہے گا؟ ایساف پرچم اتارنے کے روز امریکی صدر نے افغانستان کی جنگ کو کامیاب قرار دیا اور اس حوالے سے اشارۃً کہا کہ ان کی افواج افغانستان سے شکست کھا کر نہیں، بلکہ کامیابی کے ساتھ سرخ رُو ہو کر اپنے ملکوں کو جا رہی ہیں۔ اسی روز مجاہدین کے ترجمان نے اپنے رد عمل میں کہا کہ: "حالیہ جنگ میں امریکا کے ساتھ اس کے اتحادی ایساف اور نیٹو افواج کی متکبر تنظیمیں بھی بہت واضح شکست سے دوچار ہوئی ہیں۔ ان کے ہزارہا فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے۔ کروڑوں ڈالر خرچ ہوئے، قومی معیشت کو نقصان پہنچا، اپنے ممالک میں معاشی بحرانوں کا سامنا کرنا پڑا، ان کے جنرل مسلسل شکست سے دوچار ہوئے اور عالمی سطح پر ان کی قوت کا دبدبہ ختم ہو گیا۔" زیر نظر تحریر میں نیٹو کے فرار کے حوالے سے کچھ عالمی ذرائع ابلاغ اور صاحب نظر لوگوں کے افکار آپ سے شیئر کرتے ہیں، تاکہ اس نتیجے پر پہنچ سکیں کہ عالمی سطح پر اس جنگی دورانیے کے اختتام کو کس نظر دیکھا جاتا ہے؟

کابل میں اسٹریٹجک اور علاقائی تحقیقی مطالعے کے مرکز "CSRS" نے افغانستان سے نیٹو کے فرار کو "جھوٹی عالمی جنگ کا اختتام" کہا ہے۔ اس مرکز نے اپنے ہفتہ وار تجزیے میں لکھا ہے کہ: "نیٹو نے اس جنگ کے اختتام کا باقاعدہ اعلان کیا ہے، جس میں 50 کے قریب ممالک مصروف

تھے۔"نیٹو کی ذمہ داریوں کے اختتام کے حوالے سے تنظیم کے سربراہ "ینس اشتولنبرگ" نے کہا ہے کہ "نیٹو افغانستان میں اپنے اہداف حاصل کرچکا ہے۔ بہ قول اس کے... دہشت گرد ملک میں کہیں بھی پناہ گاہ یا ٹھکانہ نہیں بناسکتے۔"مگر مبصرین کے مطابق نیٹو سربراہ کی یہ بات اس لیے ناقابل اعتبار ہے کہ افغانستان میں طالبان کمزور نہیں، بلکہ ہمیشہ کی بہ نسبت مزید مضبوط اور طاقتور ہوئے ہیں۔اگر نیٹو سربراہ کی بات صحیح ہے تو طالبان کو ختم ہو جانا چاہیے۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر نیٹو نے اپنی آخری تقریب خفیہ طور پر خوف کی فضا میں کیوں منعقد کی تھی؟ اسٹریٹجک تحقیقی مطالعاتی مرکز کے تجزیہ میں کہا گیا ہے کہ "نیٹو بھی افغانستان میں سوویت یونین کی طرح شکست کھا چکا ہے۔ جن کہ کابل انتظامیہ سے ہونے والا امریکی معاہدہ روسیوں کے "ژنیو معاہدے" جیسا ایک معاہدہ تھا، جس کا مقصد اپنی شکست چھپانے کے لیے دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنا تھا۔"برطانیہ سے شائع ہونے والے "فائنانشل ٹائمز" نے نیویارک یونیورسٹی کے ایک محقق رائن ایڈورڈز کی یہ رائے نقل کی ہے کہ: "اکثر امریکی فوجی سربراہان اور عسکری امور کے ماہرین افغانستان کی جنگ میں امریکا کو ہارنے والا فریق سمجھتے ہیں، جو امریکی تاریخ کا ایک انتہائی حساس مرحلہ ہے۔ عسکری شکست کے علاوہ امریکا نے افغانستان کی جنگ میں ایک ٹریلین ڈالر سے زیادہ رقم خرچ کی ہے، جو اکثر ضائع ہوئی ہے۔امریکا نے ان سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا۔ افغانستان کی جنگ کے لیے امریکی حکومت نے کروڑوں ڈالر کی رقم قرض پر لی ہے، جس میں سے 260 ملین ڈالر سے زیادہ کی رقم ان قرضوں کے سود پر خرچ ہو چکی ہے۔"

ایران سے شائع ہونے والے مشہور "روزنامہ اطلاعات" نے نیٹو کی شکست کے حوالے سے اپنے تجزیے کو یہ عنوان دیا ہے "افغانستان پر بے فائدہ حملہ"۔ اخباری تجزیے کے مطابق "نیٹو افواج ایسے حالات میں افغانستان سے نکل رہی ہیں کہ ان کے چہروں پر فتح کی خوشی کی جگہ پشیمانی اور بے زاری کے آثار نظر آرہے ہیں۔امریکا ایسی جنگ سے پیچھے ہٹ رہا ہے، جو امریکی ٹیکس دہندگان سے ایک ٹریلین سو کروڑ ڈالر کھاچکی ہے، مگر اس کے بدلے امریکا کو کچھ بھی نہیں ملا۔طالبان انتہائی سادہ اور خود ساختہ بموں سے امریکا کی انتہائی منظم اور مسلح فوج کو شکست دے رہے ہیں۔"

کابل سے شائع ہونے والا ایک اخبار "ہشت صبح" امریکی فتح اور کامیابیوں کا پروپیگنڈہ کرتا رہتا تھا۔امریکی اعتراف شکست کے بعد اس نے بھی ایک حد تک حقائق تسلیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔"ہشت صبح" لکھتا ہے کہ نیٹو کو کوئی قابل ذکر کامیابی حاصل نہیں ہو سکی ہے۔کیوں کہ وہ ایک ٹریلین سے زیادہ رقم خرچ کرچکا ہے، مگر طالبان کو اب تک شکست نہیں دی جا سکی۔ طالبان کو اب بھی حاکم انتظامیہ کے مقابلے میں ایک اسٹریٹجک خطرے کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔"

"اطلاعات روز" نامی اخبار نے اس حوالے سے اپنے طویل اداریے کو یہ عنوان دیا ہے "نیٹو نے تھکاوٹ اور بے انتہا مصارف کی جنگ ادھوری چھوڑ دی"۔ اخبار کا کہنا ہے کہ نیٹو سیاسی اور فوجی دونوں شعبوں میں شکست کھا گیا ہے۔"

تجزیہ کار عبدالشہید ثاقب امریکی افواج کی پسپائی کے متعلق اپنا تجزیہ یوں پیش کرتے ہیں۔"افغانستان کی جنگ کے آغاز میں کوئی یہ تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ امریکی فوج افغانستان میں ایسی شکست کھائے گی۔ وہ مزید لکھتے ہیں "خلیج کی پہلی جنگ میں عراقی فوج کے حاضر سروس فوجیوں کی تعداد 12 لاکھ تھی۔ 3850 توپیں، 5800 ٹینک، 5100 بکتر بند گاڑیاں، زہریلی گیس اور دیگر ماڈرن اسلحے سے لیس یہ فوج امریکی حملے کے چار دن بعد تتر بتر ہوگئی تھی۔صدام کی اس بھرپور قوت کو سخت شکست ہوئی تھی۔امریکا خود کو مغرب کے ڈھائی ہزار سالہ تمدن کے وارث اور مشرق کی تمام جنگوں کا فاتح سمجھتا ہے۔کوئی یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ افغانستان میں یہ لوگ ناکامی کا شکار ہوں گے، مگر آج ہم دیکھ رہے ہیں امریکی فوج کے خلاف طالبان ناقابل شکست ثابت ہورہے ہیں اور امریکی فوجی بغیر کسی کامیابی کے میدان چھوڑ رہے ہیں۔"

نیٹو کے فرار کے حوالے سے میڈیا میں جو تجزیے آئے ہیں، سبھی اس بات پر متفق ہیں کہ نیٹو افغانستان میں شکست کھا گیا ہے، اس لیے اپنی فوج کو واپسی کا حکم دے رہا ہے۔

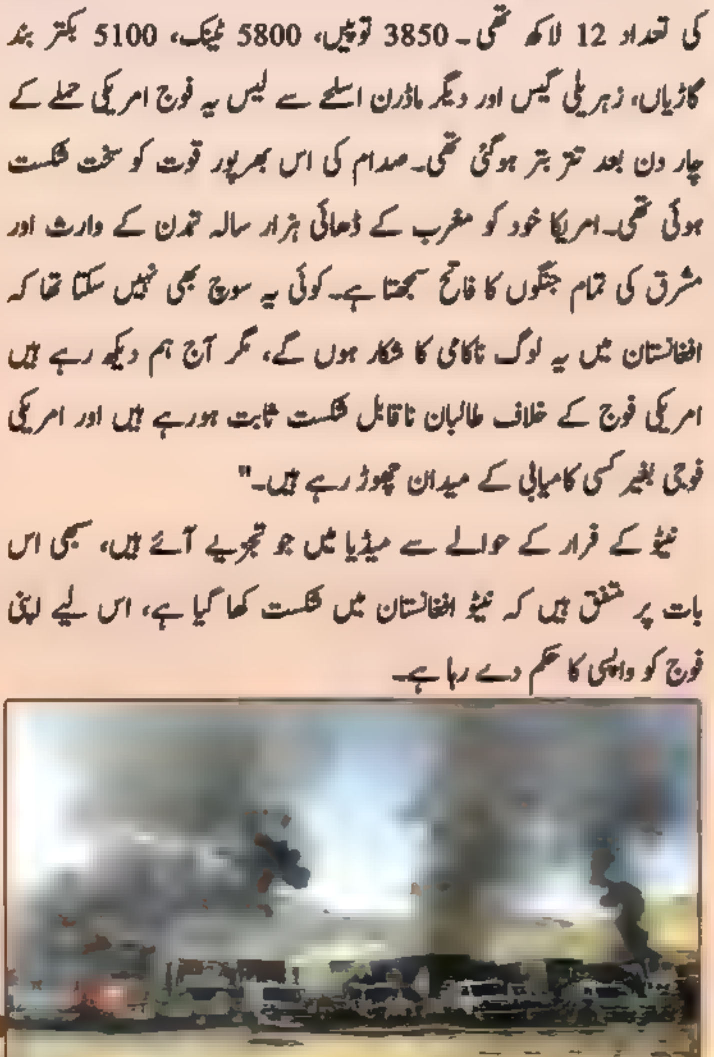

امریکا کا جانی و مالی نقصان امریکا کی نظر میں

موسیٰ فرہاد

اٹھارویں صدی میں "تھامس کین" کے نام سے انگریزی زبان کے ایک معروف ادیب گزرے ہیں۔ وہ مغرب کے نامور ادیبوں میں ایک ممتاز مقام کے حامل ہیں۔ تھامس نے ایک بار امریکا کے بارے میں کہا کہ "طاقتور کی بقا تب تک ممکن ہے، جب تک وہ کمزور لوگوں کو کچلنے کی غلطی کرتا رہے گا۔" موصوف کی پیش گوئی اپنی جگہ، لیکن اگر تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا کہ بڑی غیر مسلم طاقتوں کا زوال اس وقت شروع ہوا ہے، جب انہوں نے ظلم کا بازار گرم کیا اور شکست بھی انہی کمزور اقوام کے ہاتھوں ہوئی۔ اسلام کے اوائل میں مقدس غزوات میں دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کو اور بعدازاں اسلامی معرکوں میں استبدادی قوتوں کا شکست سے دوچار ہونا اس کی زندہ و جاوید مثالیں ہیں۔ یوں معلوم ہو رہا ہے کہ افغانستان اور عراق کے بعد دیگر بے بس مسلمانوں پر پے درپے یلغار اور لشکر کشی سے امریکا اور مغربی دنیا کے زوال کا وقت قریب آن پہنچا ہے۔ امریکا اپنی فوجی طاقت اور وسائل پر فخر کرتا تھا اور باقی دنیا سے بے نیاز تھا، لیکن جب اس کی ان دونوں چیزوں کو نقصان پہنچے گا تو ظاہر ہے، شکست اس کا مقدر ہوگی۔ ذیل میں امریکا کے ان نقصانات کو درج کیا جاتا ہے، جو اسے گزشتہ 13 برسوں کے دوران عراق اور افغانستان میں پہنچے ہیں اور خود اس کا اعتراف کیا ہے:

7 اکتوبر 2001ء میں امریکا نے دنیا کی بڑی طاقتوں کی معیت میں افغانستان پر یلغار کی۔ ان کی افواج جدید ہتھیاروں سے لیس، اقتصادی لحاظ سے مستحکم اور اعلیٰ تربیت یافتہ تھیں۔ ابتدا میں یہ خیال کیا جا رہا تھا کہ یہ جنگ جلد ہی ختم ہو جائے گی اور اس پر کم اخراجات صرف ہوں گے۔ مغربی دانشور اس وقت یہ تبصرے کر رہے تھے: "اگر یہ جنگ طول پکڑے گی تو امریکا کو ضرور شکست ہوگی۔ کیوں کہ جنگ کی طوالت سے امریکا کو اتنا جانی و مالی نقصان پہنچے گا، جو اس کی شکست پر منتج ہوگا۔" اب امریکا کی حالت یہ ہے کہ اس کا جو خیال تھا، وہ بالکل غلط ثابت ہوا ہے۔ کیوں کہ جنگ اتنی طویل ہوئی کہ ہلاکتوں، زخمیوں اور بھاری اخراجات کے نقصان پر اختتام پذیر ہوئی ہے۔ امریکا کے جانی ومالی نقصان کے حوالے سے دو قسم کے اعداد وشمار موجود ہیں۔ ایک امریکی فوج اور حکومتی سطح پر جاری کیے گئے ہیں، جب کہ دوسری قسم میں ان اداروں اور تنظیموں کی جانب سے جاری ہونے والے اعداد وشمار ہیں، جو کئی وجوہات کی بنیاد پر جنگ کے مخالف تھے۔ ان دونوں کے اعداد و شمار میں بہت بڑا فرق ہے۔ مثلاً: پینٹاگون کی جانب سے افغانستان اور عراق میں امریکا کی ہلاکتوں کی تعداد اب تک 7ہزار چھ سو 98 بتائی گئی ہے۔ جب کہ ریٹائرڈ امریکی فوجیوں کی نیم سرکاری تنظیم نے ان دو ملکوں میں امریکی فوجیوں کی ہلاکتوں کی تعداد 72 ہزار چھ سو جاری کی ہے۔ اسی طرح زخمیوں کی تعداد پینٹاگون کے مطابق 41ہزار 30 ہے، لیکن anti-war نامی ادارے کی ویب سائٹ کے مطابق زخمیوں کی تعداد ایک لاکھ ہے۔ ریٹائرڈ امریکی فوجیوں کی تنظیم نے زخمیوں کی تعداد اس سے بڑھ کر چھ لاکھ بتائی ہے۔ انہوں نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ "امریکا کے فوجی قانون کے تحت ان امریکی زخمیوں کو جو علاج ومعالجے کے لیے امریکا منتقل کیے جا رہے ہیں، ان کا بجٹ ریٹائرڈ فوجیوں کی تنظیم کے بجٹ پر اثرانداز ہو رہا ہے۔ اس دلیل کی بنیاد پر اب تک امریکا میں چھ لاکھ زخمیوں کا علاج کیا گیا ہے۔ وہ تعداد اس کے علاوہ ہے، جس کا جنگ کے دوران علاج ومعالجہ ہوا ہے۔

امریکی کانگریس نے اخراجات کی رقم معلوم کرنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے، جو سول حکومت اور فوجیوں کے اخراجات کی تعداد معلوم کرے گی۔ کہا جا رہا ہے کہ یہ تنظیم اپنے کام میں بہت مضبوط ہے، یہاں تک کہ پورے امریکا یعنی حکومت اور عوام کی آمدن اور اخراجات کی ہر گھنٹے میں تحقیق کرتی اور اس کا موازنہ بھی کرتی ہے۔ مثال کے طور پر اس کمیٹی کی تحقیق کے مطابق 2001ء سے اب تک امریکی حکومت فی گھنٹہ 10 اعشاریہ 54 ہزار ملین ڈالر خرچ کر رہی ہے، جس میں اسی فیصد جنگ پر خرچ ہو رہے ہیں۔ اگر ان تمام اخراجات کو جمع کیا جائے تو یہ اخراجات دنیا

کی تاریخ میں سب سے زیادہ اخراجات قرار دیے جائیں گے۔اس تنظیم کے مطابق: گیارہ ستمبر 2001ء سے 2010ء تک افغانستان اور عراق میں جنگ کے لیے منظور شدہ کل بجٹ تین ہزار کھرب دو سو 91 ارب ڈالر ہے۔اس اعداد و شمار کی تصدیق فرانس کے ایک میگزین "لوفیگارو" نے بھی کی ہے۔ اس میگزین نے 4 اکتوبر 2008ء میں "جنگ کے اخراجات" کے عنوان کے تحت ایک کتاب شائع کی تھی، جس میں جنگ کے تمام اخراجات ذکر ہیں۔ "العرب نیوز" نامی ویب سائٹ کی تحقیقاتی تنظیم کے سربراہ عبدالمنعم نے لکھاہے کہ: "امریکی ذرائع سے معلوم ہونے والے اعداد و شمار کے مطابق افغانستان اور عراق میں امریکا کے چھ لاکھ جنگی وسائل مکمل طور پر تباہ ہو چکے ہیں۔ایک ملین سے زیادہ امریکی فوجی ہلاک، زخمی نا قابل جنگ ہو گئے ہیں۔ہفتہ وار "الکفاح" عربی جریدے نے ایک تفصیلی رپورٹ شائع کی ہے، جس میں کانگریس کے ایک ذمہ دار شخص جیمس مک گفرن کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ "افغانستان اور عراق میں روزانہ کی بنیاد پر خسارے میں جانے والی امریکی رقم کی تعداد 246 ملین ڈالر ہے۔اس رپورٹ کے مطابق ہلاک ہونے والے امریکی فوجیوں، مزدوروں اور سیاحوں کی تعداد دس ہزار سے زیادہ ہے۔واضح رہے کہ یہ رپورٹ 2007ء کی ہے۔

امریکا کے سرکاری بینک کے اعداد وشمار کے مطابق امریکا کے ذمے واجب الادا قرضہ جات کی رقوم جنگ سے قبل 16 ارب ڈالر تھی۔اب 17 سو ارب ڈالر تک بڑھ گئی ہے۔ملکی ذخیرے کو روزانہ کی بنیاد پر 2 اعشاری 56 ارب ڈالرز کا نقصان پہنچ رہا ہے۔ 2008ء سے سات ملین ملازمین کی تنخواہیں بند کر دی گئی ہیں۔کہاجا رہا ہے کہ اب امریکا مہینے میں 85 ارب ڈالرز کے نوٹ چھاپ رہاہے، جس کا اثر اقتصادی صورت حال پر مرتب ہو رہا ہے۔امریکا سے مستقبل قریب میں جو قرضہ جات مانگے جا رہے ہیں، ان کی تفصیل کچھ اس طرح ہے: جاپان 586 ارب ڈالر، چین 400 ارب ڈالر، برطانیہ 244 ارب ڈالر، اور سعودی عرب و دیگر ممالک 123 ارب ڈالروصول کرنا چاہیں گے۔امریکی دانش وروں کی ایک تحقیق میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ ایک جانب امریکی فوجیوں کی ہلاکتوں کی اصل تعداد اب تک واضح نہیں ہے۔یعنی انہیں پینٹا گون کی جانب سے جاری کی گئی تعداد پر یقین نہیں ہے اور دوسری جانب امریکا کو کھربوں ڈالر کا مالی نقصان پہنچا ہے۔تحقیقی رپورٹ میں شامل سینیٹر "Bob Corker" جن کا تعلق ڈیموکریٹک پارٹی سے ہے اور صوبہ ٹنسی کے رہنے والے ہیں، نے لکھا ہے کہ القاعدہ کے 19 افرادنے چار یا پانچ لاکھ ڈالر اخراجات صرف کرکے گیارہ ستمبر کا سانحہ رونما کیا، تین ہزار لوگوں کو ہلاک کیا، 700 ارب ڈالر سے 1000 ارب ڈالر تک مالی نقصان پہنچایا، لیکن اس کے بعد جب امریکا نے افغانستان اور عراق پر حملے کیے توان میں امریکا کو اب تک نائن الیون سے چار گنا زیادہ جانی ومالی نقصان پہنچا ہے۔ایک اَورامریکی ادارہ مالی نقصانات کا نقشہ کچھ اس طرح پیش کرتا ہے:

Cost of War in Afghanistan

Every hour, taxpayers in the United States are paying $10.17 million for Cost of War in Afghanistan.

$771,354,515,671

Cost of Military Action Against ISIS

Every hour, taxpayers in the United States are paying $312,500 for Cost of Military Action Against ISIS.

$1,468,258,411

یعنی ہر گھنٹے میں امریکی حکومت ٹیکس دینے والوں کی رقم سے جنگ پر کتنے اخراجات صرف کررہی ہے؟ آپ یہ غور دیکھ سکتے ہیں:

Total Cost of Wars Since 2001

Every hour, taxpayers in the United States are paying $10.54 million for Total Cost of Wars Since 2001.

$1,589,776,591,407

Cost of War in Iraq

Every hour, taxpayers in the United States are paying $365,297 for Cost of War in Iraq.

$818,521,924,758

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ناجائز امریکی یلغار میں امریکا کو کیا فائدہ حاصل ہوا ہے؟

1... گیارہ ستمبر کے واقعے میں تین ہزار ہلاکتوں اور دس ہزار ارب ڈالر کے مالی نقصان کے علاوہ کیا وصول ہوا ہے؟

2... 2001ء سے اب تک افغانستان اور عراق میں دس لاکھ امریکی فوجی ہلاک، زخمی اور ناقابل استعمال ہو چکے ہیں۔

3... ان تک جنگ میں 6 لاکھ فوجی وسائل تباہ اور ناکارہ ہو گئے ہیں۔

4... جنگی اخراجات تین ہزار 291 ارب ڈالر سے متجاوز ہو گئے ہیں۔

5... امریکا کے ذمے واجب الادا قرضہ جات کی رقوم 70 ارب ڈالر سے بڑھ کر 1700 ارب ڈالر ہو گئی ہے۔

6... 2008ء سے سات ملین ملازمین کی تنخواہیں بند کر دی گئی ہیں۔

7... اِن اخراجات اور ہلاکتوں کاسلسلہ ابھی بھی جاری ہے۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ اس میں مزید اضافہ ہو رہا ہے۔ آخر کار نتیجہ یہ ہو گا کہ بدترین ذلت اور رسوائی کے ساتھ شکست سے دوچار ہو کر بھاگ رہا ہے۔

شاہد خٹک

طالبان نے امریکا کو شکست دے دی

۱۳سال قبل امریکا صلیبی طاقت اور غرور کے نشے میں دھت بندوق کی نوک پر بات کرتا تھا۔ افغانستان پر حملے کے وقت اس کے بالکل وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ ایک دن منہ لٹکائے افغانستان سے واپس بھاگ رہا ہوگا، بلکہ اس وقت امریکا کے علاوہ دیگر ممالک کو بھی یقین نہیں تھا کہ جدید ہتھیاروں سے لیس فوج افغانوں سے شکست کھا جائے گی اور یہ سرزمین دوبارہ ایک خود مختار ملک کی طرح اپنے وجود کو قائم رکھنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ لیکن تقدیر الٰہی نے ان تمام مادی قوتوں کے خلاف اپنا فیصلہ صادر فرما دیا۔ مسلمان افغانوں نے خالی ہاتھ، مگر قوی ایمان سے نہ صرف امریکا کو شکست دی ہے، بلکہ اس کے ساتھ ایک اور بڑی قوت یعنی نیٹو کو بھی گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا ہے۔

سبحان اللہ! اگرچہ افغانستان اقتصادی اور تمدنی لحاظ سے دیگر ممالک کے مقابلے میں کافی پیچھے ہے، لیکن اس کے ساتھ اسے ایک خاص امتیاز بھی حاصل ہے کہ غرور اور تکبر میں دھت جو بھی طاقت اس کمزور ملک پر قبضے کا خواب آنکھوں میں سجائے یہاں دندناتے چلا آتا ہے، اسے سوائے شکست اور شرمندگی کے کچھ بھی ہاتھ نہیں آتا۔ اور تو اور مشہور ظالم وجابر فاتح چنگیز خان بھی پوری دنیا فتح کرنے کا خواب سجائے یہاں آکر اپنے منطقی انجام کو پہنچ گیا تھا۔ انگریز اور روس کی عبرت ناک شکست کے بعد امریکا اور نیٹو نے بھی شکست کا مزہ چکھ لیا ہے۔

امریکا اپنی اقتصادی حالت، ایٹمی ہتھیار اور جدید ٹیکنالوجی پر نازاں کسی بھی ملک کو اپنے ہم پلہ تصور نہیں کرتا ہے، لیکن انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ طاقت کا سرچشمہ ایک ایسی ذات ہے، جس نے ایک کمزور مچھر سے نمرود کو مروا دیا تھا۔ یہ وہی ذات ہے، جس نے اپنی غیبی طاقت اور قدرت کی ایک جھلک دکھانے کی خاطر غرور اور تکبر میں مبتلا امریکا اور مغرب کا افغانوں کے ساتھ ایک ایسے وقت میں مقابلہ کرایا، جب افغانوں کی ساری طاقتیں پچھلی کئی سالہ جنگوں میں صرف ہو چکی تھیں۔ لیکن اس کے باوجود افغانستان کے غیور عوام نے انہیں ایسی عبرت ناک شکست کا تحفہ دیا ہے، جس کا وہ کبھی تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اسی لیے خواجہ عبداللہ انصار رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ

الٰہی! ہر کہ را خواہی کہ براندازی،

باماش دراندازی

افغانستان پر حملے کے وقت استعماری قوتوں کا یہ کہنا تھا کہ ہمارے آنے کا مقصد افغانستان کی آزادی، ترقی وخوش حالی اور ایک جمہوری نظام کا نفاذ ہے۔ لیکن جب دسمبر ۲۰۱۴ کو افغانستان میں نیٹو کے جنگی مشن کے اختتام پر ایساف مشن کے جھنڈے کو اتارا گیا تو انہیں خود بھی معلوم نہیں تھا کہ ان کے اس 13 سالہ مشن کا مقصد کیا تھا؟ وہ یہاں کیوں آئے تھے اور اب واپس کیوں جا رہے ہیں؟ امریکا اور نیٹو کے افغانستان میں ہزاروں فوجی مارے گئے۔ جب کہ زخمیوں کی تعداد ہزاروں سے بھی متجاوز ہے۔ امریکا خود اس بات کا اعتراف کر رہا ہے کہ یہ جنگ اس کی تاریخ کی سب سے طویل جنگ ہے۔ حال ہی میں ایک سرکردہ امریکی ریٹائرڈ جنرل ڈینیل بولگر نے اپنی چشم کشا کتاب "ہم کیوں ہارے؟" میں لکھتے ہیں: "مجھے یقین ہے کہ اس دسمبر میں مجھے باوردی دوستوں سے بہت کم کرسمس کارڈ موصول ہوں گے۔" یہاں امریکا کے لیے بڑی شرمندگی کی بات یہ ہے کہ اس جنگ میں نیٹو بھی ان کے ساتھ شریک تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی نصرت سے مجاہدین میدان جنگ جیت گئے۔ اکیسوی صدی کی یہ جنگ غیرت مند افغانوں نے طالبان کی قیادت میں جیت لی ہے۔ تاریخ میں اس فتح کو سنہری الفاظ سے لکھا جائے گا۔

جنگی جرائم

دسمبر 2014

سید سعید

ظلم کی آتش باری نے دسمبر کی سردی کو بھی جھلسائے رکھا تھا۔ لیکن اب بھی افغان عوام کی امیدیں زندہ ہیں۔ وہ پُرامید ہیں کہ ایک نہ ایک دن ضرور وہ سحر طلوع ہو گی، جس کے لیے لاکھوں افغانوں نے اپنی جان کی بازیاں لگا دی ہیں۔ انہوں نے شب دیجور میں بھی اپنے لہو سے وہ دیپ جلائے رکھے ہیں، جو زندگی کو روشنی، کرنیں اور نور عطا کرتے ہیں۔ انہیں لہو کی خیرات دینے والوں میں یکم دسمبر 2014ء کے وہ دو شہید ملت بھی ہیں، جن کو قابض افواج نے افغان فورسز کے ساتھ مل کر صوبہ ننگرہار ضلع خوگیانو کے علاقے وزیر میں چھاپے کے دوران شہید کر دیا، جب کہ 80 افراد کو بلاوجہ حراست میں لے کر نامعلوم مقام کی جانب منتقل کر دیا تھا۔

اسی طرح ستم و جبر کی گھٹن کا شکار وہ دو معصوم جانیں بھی ہوئیں، جو 2 دسمبر کو صوبہ بدخشان ضلع جرم کے علاقے شیچان میں افغان فورسز کے دستِ سفاک کا نشانہ بن گئیں۔

دسمبر کی 4 تاریخ بھی وطن کی محافظ افواج کے ظلم کی گواہ ہے۔ قابض افواج نے افغان فورسز کے ہمراہ صوبہ ننگرہار ضلع خوگیانو کے علاقے مملی پر چھاپے کے دوران صرف مسلمان ہونے کے جرم میں 4 افراد کو شہید اور 10 کو پابندِ سلاسل کر دیا تھا۔ اسی دن صوبہ لغمان ضلع علیشنگ کے علاقے کوٹالی میں بھی حکومتی حمایت یافتہ ملیشیا کے اہل کاروں نے ایک مسافر گاڑی سے دو افراد کو اتار کر ایک کو شہید اور دوسرے کو زخمی کر دیا۔ جب کہ صوبہ بدخشان ضلع دیگان کے مضافات میں ایک عمر رسیدہ شخص کو غیرت مند افغان ہونے کی پاداش میں زندگی سے محروم کر دیا۔

ایک دن کے وقفے سے 6 دسمبر کو قندہار کے ایئر پورٹ کے سامنے قومی شاہراہ پر قابض افواج نے دو نہتے شہریوں کو فائرنگ کر کے ان کی سانسوں کا قتل کر دیا۔

ایک دن کا وقفہ یہاں بھی آیا، لیکن اس خاموشی کے پیچھے ظلم کی ایک تاریک آندھی پوشیدہ تھی۔ جس کے نتیجے میں افغان فورسز نے 8 دسمبر کو صوبہ بادغیس ضلع بالامرغاب کے علاقے جوی گنج میں طالبان سے جھڑپ کے بعد بچوں، بوڑھوں سمیت 60 افراد کو حراست میں لے کر انہیں شدید تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔

اگلے دن 9 دسمبر کو صوبہ ہلمند ضلع گریشک کے علاقے کلائی گز میں افغان فورسز کی اندھی فائرنگ سے دو دکاندار شہید اور ایک زخمی ہو گیا۔

یہی ستم 10 دسمبر کو صوبہ پروان ضلع سیاگرد کے علاقے درہ سیدان جبت خیل میں بھی قابض افواج نے والی بال گراؤنڈ پر بمباری کر کے ڈھایا تھا، جس کے نتیجے میں 5 طلبہ "بورجان، وثیق، خیر اللہ، اسماء اللہ اور علی گل" کی صورت میں قوم کی امانت بہ زعمِ خویش قومی محافظوں کے ہاتھوں موت کی نیند سُلا دیے گئے۔

اسی طرح 14 دسمبر کو بھی قندہار کے ضلع خاکریز کے علاقے باغکی میں افغان فورسز کی گولہ باری سے دو بے گناہ افراد شہید ہو گئے۔

پھر 21 دسمبر کی تاریخ ظلم کے ایک نئے باب کا اضافہ دیکھا۔ جس میں صوبہ غزنی ضلع شلگر کے علاقے غبرگون میں حکومتی حمایت یافتہ ملیشیا کے اہل کاروں نے ایک افغان شہری حاجی اسحاق کے گھر پر چھاپہ مار کر اُن کے اہل خانہ کو گھر سے زبردستی بے دخل کر دیا اور وہاں اپنی چوکی قائم کر کے وطن کی "حفاظت" کرنے لگ گئے۔

21 دسمبر کا سورج بھی مظلوموں کی آہیں سن کر ہی افق کے اُس پار ڈوبا تھا۔ صوبہ میدان وردگ ضلع نرخ کے علاقے خسر کلی میں پولیس کی فائرنگ سے دو خواتین سمیت تین افراد شہید ہو گئے۔ اسی روز صوبہ غزنی ضلع گیرو کے علاقے شیلہ کلی میں حکومتی ملیشیا کے اہل کاروں نے عبدالحمید نامی ایک شخص کو اپنے گھر سے حراست میں لے کر موت کی نیند سُلا دیا۔

اگلے دن 22 دسمبر کو صوبہ ننگرہار ضلع غنی خیل میں حلقہ نمبر 27 میں حکومتی ملیشیا کے درندوں نے ایک خاتون سمیت دو افراد کو شہید کر دیا۔
23 دسمبر کو صوبہ کاپیسا ضلع تگاب کے علاقے بروتیانو میں افغان فورسز کی جانب سے راکٹ حملے میں ایک خاتون اور تین بچے شہید ہو گئے، جب کہ تین خواتین اور چار بچے زخمی ہو گئے۔ اسی دن صوبہ پکتیکا ضلع خوشامند کے علاقے جمجو میں پولیس نے ایک شخص حاجی سید کو بلاوجہ شہید کر دیا۔

پھر دو روز کے وقفے سے 26 دسمبر کو صوبہ لوگر ضلع برکی برک کے علاقے ابجوش میں قابض افواج کی بمباری کے نتیجے میں 5 افراد شہید اور 5 زخمی ہوگئے۔ اس واقعے کی حکومت نے بھی تصدیق کی تھی۔ اسی دن صوبہ پکتیکا ضلع یحییٰ خیل کے علاقے گوڈلو میں اربکی ملیشیا نے ایک دینی تعلیم گاہ "نجم المدارس" سمیت اساتذہ کے گھروں کو مسمار کر دیا۔ عینی شاہدین کے مطابق اربکی ملیشیا کے درندوں نے مدرسے پر چھاپہ مار کر وہاں موجود اشیاء کو اپنی قریبی چوکی کی جانب منتقل کر کے مدرسے کو مسمار کیا تھا۔ انہوں نے مدرسہ کے مہتمم مولوی محمد یعقوب اخندزادہ اور دیگر اساتذہ کو دھمکیاں دی ہیں کہ علاقے سے نکل جائیں، بہ صورت دیگر برے نتائج کا سامنا ہو گا۔

28 دسمبر کو قندہار ضلع میوند کے علاقے گرماوک میں افغان فورسز کی جانب سے فائر کیے گئے راکٹ حملے میں تین بچے شہید ہوگئے۔ اسی دن صوبہ میدان وردگ ضلع نرخ کے علاقے عمر خیل میں افغان فورسز نے قریبی آبادی پر بلااشتعال گولہ باری کی، جس کے نتیجے میں دو افراد شہید اور 5 زخمی ہو گئے۔

29 دسمبر کو صوبہ روزگان کے صوبائی دارالحکومت ترینکوٹ کے قریب ناوہ تنگی کے علاقے میں پولیس نے تیرہ سالہ دو معصوم بچوں کو شہید کر دیا۔ مقامی لوگوں نے کہا ہے کہ یہ دونوں بچے 15 دن قبل لاپتہ ہوگئے تھے، جن کی لاشیں ابھی ملی ہیں۔ اسی دن صوبہ ہلمند ضلع گریشک کے علاقے کلایی گز میں حاجی پیر محمد اکا کے گاؤں میں افغان فورسز کی بمباری میں ایک خاتون اور دو معصوم بچے شہید جب کہ ایک خاتون اورایک بچی شدید زخمی ہو گئیں۔

30 دسمبر کو صوبہ ہلمند ضلع موسیٰ قلعہ کے علاقے توغی میں پولیس نے ایک شخص "قدرت اللہ ولد حاجی محمد" کو مسجد جانے کے جرم میں شہید کر دیا۔

دسمبر کی 31 تاریخ بھی بقیہ دنوں کی طرح کو ظلم کے بھیانک مناظر دیکھ چکی ہے۔ صوبہ جوزجان ضلع قوشتیپے کے علاقے عرب میں افغان فورسز نے طالبان سے جھڑپ کے بعد 2 معصوم بچوں کو شہید کر دیا۔ اسی طرح صوبہ ہلمند ضلع سنگین کے علاقے ساروان قلعہ میں افغان فورسز کی جانب سے فائر کیے گئے راکٹ محمد اکا کے گھر پر جا کر لگے، جن کے بیٹے کی شادی تھی۔ اس دل خراش واقعے میں خواتین اور بچوں سمیت 56 افراد شہید ہوگئے۔ جب کہ سو سے زیادہ افراد زخمی ہوئے۔ ہلمند کے حکام نے بھی واقعے کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ یہ واقعہ افغان فورسز کی جانب سے فائر کیے گئے راکٹ حملے کے باعث پیش آیا ہے۔

ذرائع: بی بی سی، آزادی ریڈیو، افغان اسلامک نیوز ایجنسی، پژواک، خبریال، لراوبر، نن ټکی اېشیا، بینوا ویب سائٹس

ربیع الاول کے مہینے میں ہونے والے کارروائیوں کا جدول

نمبر شمار	صوبہ	کارروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات					عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات		
				صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	افغان فوجیوں کی ہلاکتیں	افغان فوجیوں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
-1	قندہار	74	0	0	0	112	51	13	1	2	1
-2	ہلمند	163	2	0	0	313	142	42	7	15	2
-3	غزنی	32	0	0	0	38	19	6	0	0	0
-4	خوست	52	1	0	0	69	70	10	2	0	1
-5	نورستان	7	0	0	0	5	0	1	0	0	0
-6	میدان وردگ	10	1	0	0	12	2	0	1	0	1
-7	کونڑ	72	0	0	0	87	52	15	0	0	0
-8	پکتیکا	28	0	0	0	46	41	11	2	1	0
-9	زابل	58	0	0	0	94	39	15	0	1	0
-10	لوگر	13	0	0	0	27	3	4	0	0	0
-11	کاپیسا	11	0	0	0	26	9	2	0	0	0
-12	روزگان	30	0	0	0	37	25	5	1	3	0
-13	پکتیا	27	0	0	0	49	42	3	0	0	0
-14	فراہ	21	0	0	0	8	8	2	3	6	0
-15	کابل	10	1	0	0	5	10	6	1	0	1
-16	ننگرہار	121	1	10	0	115	140	27	3	5	0
-17	لغمان	47	0	1	0	60	56	21	1	0	0
-18	ہرات	39	0	0	0	21	39	13	1	2	0
-19	نیمروز	20	0	0	0	53	19	4	0	2	0
-20	بادغیس	17	0	0	0	17	20	4	0	4	0
-21	قندوز	24	0	0	0	87	57	8	1	0	0
-22	بغلان	19	0	0	0	32	19	10	0	1	0
-23	فاریاب	30	0	0	0	46	28	8	1	2	0
-24	غور	8	0	0	0	24	36	0	1	1	0
-25	پروان	33	0	4	0	47	38	12	5	0	0
-26	تخار	3	0	0	0	1	4	3	0	0	0
-27	سمنگان	3	0	0	0	3	7	1	0	1	0
-28	بدخشان	10	0	0	0	35	36	5	1	0	0
-29	بامیان	1	0	0	0	1	0	0	0	0	0
-30	بلخ	12	0	0	0	32	29	9	1	2	0
-31	جوزجان	7	0	0	0	10	11	0	2	1	0
-32	دائی کنڈی	8	0	0	0	8	7	0	0	0	0
-33	سرپل	4	0	0	0	2	0	1	0	0	0
-34	پنج شیر	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
مجموعہ		1014	6	15	0	1522	1059	261	35	49	6

LPG

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine

3rd Year February 2015

ماہنامہ شریعت تیسرے سال کا کلیکشن

عالم ہے فقط مومن جانباز کی میراث
مومن نہیں جو صاحب ادراک نہیں ہے (علامہ اقبالؒ)